اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَن يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ہفتہ میں دوبار ۔ ایڈیٹر: غلام نبی

رجسٹرڈ ایل ۳۱۵ ۔ تار کا پتہ: الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی عہ ۔ قیمت فی پرچہ ۱ر

نمبر ۴۵	مورخہ ۳ر دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء	یوم سہ شنبہ	مطابق یکم رجب سنہ ۱۳۴۸ھ	جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت جمعہ ۲۹ر نومبر سنہ ۱۹۲۹ء تک اچھی رہی۔ خطبہ حضور نے خود ارشاد فرمایا لیکن نماز جمعہ کے بعد حرارت ہوگئی۔ اور آج ۳۰۔ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء بھی طبیعت ناساز ہے۔

احمدیہ ٹورنامنٹ شروع ہے۔ یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء مختلف کھیلیں جیتنے والوں کے آخری مقابلے ہوئے۔ اور ۲۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء بعد نماز عصر انعامات تقسیم ہونگے۔

۲۹۔ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء انسپکٹر جنرل پولیس تھانہ کا مکان دیکھنے کے لئے آئے۔ اور چند منٹ کے بعد واپس چلے گئے۔

چندہ جلسہ سالانہ جلد سے جلد بھیجا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں چندہ جلسہ سالانہ کی جو مفصل تحریک فرمائی ہے۔ وہ احباب تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے بعد حضور کا ایک خاص مکتوب بھی بھیجا جا چکا ہے۔ اور نظارت بیت المال اس بارے میں پوری جدوجہد کر رہی ہے۔ وقت چونکہ تھوڑا ہے اور انتظامات جلسہ بہت عظیم الشان ہیں اسلئے یہ اسی صورت میں عمدگی کیساتھ انجام پذیر ہو سکتے ہیں کہ تمام احمدی جماعتیں سرگرمی دکھائیں اور اپنے اپنے ذمہ کی رقم جلد سے جلد ارسال کر دیں علاوہ ازیں اسی پرچہ میں اُن اجناس اور دیگر اشیاء کی فہرست شائع ہوئی ہے جو اس مبارک اجتماع کے موقعہ پر صرف ہوتی ہیں جو صاحب ان میں سے کوئی چیز یا اس کا کچھ حصہ دینا چاہیں وہ بھی نظارت بیت المال کو روپیہ یا چیز جلد سے جلد پہنچا دیں۔

امید ہے احباب کرام پورے جوش و تندہی سے ضروریات جلسہ سالانہ کی فراہمی کی کوشش فرمائیں گے۔

اخراجات جلسہ سالانہ کے متعلق جماعت احمدیہ کی سرگرمیاں

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ تحریک چندہ جلسہ سالانہ نے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے فرمائی خاص جوش پیدا کر دیا ہے۔ اور حضور کے حکم پر ہر ایک جماعت شرح صدر سے کوشش کر رہی ہے۔ کہ جلد سے جلد روپیہ دفتر محاسب قادیان میں پہونچا دے۔ ذیل میں موصولہ خطوط میں سے بعض کا اقتباس شائع کیا جاتا ہے :-

۱۔ چندوسی ضلع مراد آباد کے سکرٹری طفیل احمد صاحب نے اخراجات جلسہ کی رقم چندہ ماہواری کے ساتھ پہلے ہفتہ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء میں بھیجنے کی اطلاع دی ہے ؎

۲۔ چک نمبر ۱۲۷ بہلول پور کے سکرٹری منشی محمد الیاس صاحب نے لکھا ہے مقرر کردہ رقم انشاء اللہ تعالیٰ جلد ارسال کر دی جائے گی ؎

۳۔ گوجرانوالہ کی جماعت کے متعلق مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مبلغ اور امیر احمد صاحب قریشی کی رپورٹ ہے۔ کہ چندہ وصول کرنے کے لئے خاص کوشش کی جا رہی ہے۔ چندہ جلسہ سالانہ اور چندہ عام و چندہ خاص کے بقائے کے لئے احباب کو متوجہ کیا جا رہا ہے ؎

۴۔ مرزا مبارک بیگ صاحب سکرٹری مال کلانور لکھتے ہیں۔ مقررہ رقم انشاء اللہ جلد حاضر خدمت کرونگا۔

۵۔ نوشہرہ صدر ضلع پشاور کے سکرٹری مال محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے چندہ کی رقم مبلغ ایک صد روپیہ جو ہماری جماعت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء تک آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے گا ؎

۶۔ بابو احمد اللہ خان صاحب ایبٹ آباد سے لکھتے ہیں۔ اس دفعہ پچھلے سال سے بھی زیادہ رقم ہماری جماعت کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے خود یہ رقم مقرر فرمائی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنی جیب سے علاوہ اپنے حصہ کے کچھ زائد بھی دینا پڑے۔ یہ رقم پوری کر دی جائیگی۔

۷۔ کوٹ کپورہ سے بابو محمد اسماعیل صاحب اسٹیشن ماسٹر لکھتے ہیں:۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل میں مجھے مقررہ رقم کی ادائگی میں کوئی تامل نہیں۔ جلد ارسال کر دیجائیگی ؎

۸۔ جناب ڈاکٹر پیر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن سونی پت نے اپنا چندہ جلسہ سالانہ نوے روپے وقت مقررہ پر داخل کرنے کی اطلاع دی ہے ؎ — ناظر بیت المال قادیان

جلسہ سالانہ پر خرچ ہونے والی اشیاء

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اجناس مہیا کرنے کا طریقہ پہلے جاری تھا۔ لیکن اس میں بعض دقتیں حائل ہونے کے باعث یہ طریقہ کچھ کم ہوتے ہوتے اب صرف گھی کے پیپے لانے تک محدود ہو گیا۔ لیکن اس میں بھی دقت پیش آتی ہے۔ بعض دوست گران خرید کر کے لاتے۔ پھر جلسہ سالانہ کے لئے جس قدر گھی کی ضرورت ہوتی۔ اسی قدر گھی کے آنے کا اطمینان پہلے سے نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے افسر صاحب جلسہ کو گھی کا انتظام پہلے سے کرنا ہوتا تھا۔ اور آئے ہوئے پیپے اکثر بعد کو فروخت کرنے پڑتے تھے۔ بجائے اس کے کہ لوکل جماعتیں اپنی جگہ پر خریدیں۔ اور پھر قادیان لا کر اُسی قیمت پر یا کچھ ارزاں کر کے فروخت کرنا پڑے۔ یہی مناسب خیال کیا گیا کہ سب دوستوں سے نقد روپیہ ہی چندہ میں لیا جائے۔ لیکن اس طریقہ میں ایک یہ نقص بھی ہے۔ کہ بعض دوست اپنے شوق سے جلسہ سالانہ کے مبارک اخراجات میں حصہ لینا چاہتے تھے۔ اور اجناس میں سے کوئی جنس مہیا کر کے ثواب حاصل کرتے تھے۔ اُن کے لئے موقعہ نہیں تھا۔ اس نقص کو دُور کرنے کے لئے فہرست اجناس شائع کی جاتی ہے۔ تاکہ جو دوست کوئی جنس مہیا کرنا چاہیں۔ وُہ مہیا کر دیں۔ لیکن انہیں یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ جنس اُس نقد چندہ کی قائم مقام نہ ہوگی۔ جو جماعتوں پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے۔ نقد چندہ بہر حال ادا ہونا چاہیئے۔ اجناس کا مہیا کرنا احباب کی توفیق و شوق کے مطابق نقد چندہ کے علاوہ بطور نفل ہوگا۔ فہرست حسب ذیل ہے :-

جنس	وزن	جنس	وزن	جنس	وزن	جنس	وزن
دال ماش	۵۰ من	چاول ٹوٹہ	۳۲ من	دھنیا پسا ہوا	۴ من	لکڑی	۱۵۰۰ من
آٹا گندم	۱۰۰۰ من	چاول باریک	۵ من	ہلدی	۵ من	کوئلہ پتھر	۳۰۰ من
دال چنے	۱۶ من	نمک	۱۵ من	مرچ سرخ	۵ من	لہسن	۵ من
دال مونگ	۱ من	نمک پسا ہوا	۱۰ من	گوشت بکری	۵۵ من	پیاز	۱۰ من
دال مسور	۱۰ من	گھی	۲۲ من	لحم البقر	۱۳۰ من	گرم مصالحہ پسا ہوا	۱½ من
آلو ۴۰ من - ادرک	۱ من	چینی	۵ من	تیل مٹی	۵۰ کنستر	متفرق سبزی وغیرہ	۵۰۰ روپے

ناظر بیت المال قادیان

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا

۱۔ عاجز کی اہلیہ صاحبہ کچھ عرصہ سے بعارضہ کھانسی سخت علیل ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور دیگر بزرگان جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ سید صمصام الدین احمد جمشید پور ؎ ۲۔ میری والدہ مکرمہ بیمار ہیں۔ تمام احباب اُن کی صحتیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد شفیع انچارج انجمن شیڈ نوشہرہ چھاؤنی

۳۔ ہمارا ایک دیوانی مقدمہ عرصہ دو سال سے چل رہا ہے۔ احباب ہماری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ سید عنایت شاہ

۴۔ بندہ نے امسال مونگ رسول میں مڈل کا امتحان دیا ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار مظفر حسین

اعلان نکاح

۱۳۔ اگست سنہ ۱۹۲۹ء کو میں نے مسماۃ صندل دختر گوردیال سکنہ گوردہن ضلع مین پوری بنجارے کا نکاح پیر بخش ولد موتی ساکن موضع بٹکری تھانہ ٹونڈلہ کے مہر صمار (۵۰۰) روپے پر پڑھا۔ خاکسار گلاب خان امیر جماعت احمدیہ مین پوری ؎

ولادت

(بذریعہ تار) اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ہاں فاطمہ بیگم صاحبہ دختر سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کے بطن سے لڑکا تولد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے محمد صالح نام تجویز فرمایا۔ جملہ برادران جماعت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُسے روحانی نعمار کا وارث کرے ؎

خاکسار فاضل الہ دین سکندر آباد ؎

دعائے مغفرت

۱۔ محمد حسن صاحب ڈنگہ کے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ اللہ دتا صاحب سفید پوش چک نمبر ۴۸ ضلع شیخوپورہ کی اہلیہ۔ چوہدری حسن محمد صاحب سکنہ چکریاں کی اہلیہ۔ سید محمد ثناء اللہ صاحب الکھنور۔ جموں کا لڑکا ذکار اللہ۔ غلام محمد خان صاحب کشمیر کے والد راجہ یار محمد خان صاحب فارسٹر۔ ڈاکٹر عطاء اللہ خان صاحب دھرم کوٹ بگہ۔ اور صوبہ دار غلام حسین خان صاحب کی لڑکی وفات پا گئے ہیں۔ احباب سب کے لئے دعائے مغفرت کریں ؎

۲۔ میری لڑکی سکینہ بیگم مورخہ ۲۱۔ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئی۔ عزیزہ نے ساتویں حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ اور وصیت شادی سے دوسرے سال کی تھی۔ جس میں عزیزہ نے ستر روپے مالیت کا زیور دیا تھا۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ مرزا احتساب بیگ قادیان ؎

۳۔ میری لڑکی محمودہ خانم ۱۴۔ نومبر پانچ سال مرض سل سے بیمار رہ کر فوت ہو گئی۔ مرحومہ بڑی مخلص اور پُرجوش احمدی تھی۔ اخباروں میں مضمون دینے، شعر کہنے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا کلام جمع کرنے کا بڑا شوق رکھتی تھی۔ مگر بیماری کی وجہ سے اس کام کو بخوبی سرانجام دینے سے قاصر رہی۔ باوجود ڈاکٹروں کے منع کرنے کے ایک ذخیرہ قابل اصلاح مضامین اور اشعار کا مرحومہ کے صندوق سے دستیاب ہوا۔ احباب اُس کی مغفرت کے واسطے دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔ خاکسار محمد عالم احمدی از ممباسہ۔

ضروری اعلان

کچھ عرصہ ہوا۔ ہمیں ایک خط موصول ہوا تھا۔ جس میں لکھا تھا: "میرا لڑکا مسمی رحمت اللہ بعارضہ ہیضہ اس دار فانی سے رحلت کر گیا ہے۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں وہ ایک مخلص احمدی تھا۔ عمر دین امام مسجد احمدیہ چک ۹ پنیار۔" ۱۷ ستمبر کے الفضل میں دعائے مغفرت کی دوسری ...

جیل سے رہا ہوا تھا۔ حکومت پنجاب کے پاس اپیل اور درخواست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۵ قادیان دارالامان مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۲۹ء جلد ۱۷

پنجاب ۲۸-۱۹۲۷ء میں

پنجاب گورنمنٹ کی انتظامی رپورٹ بابت ۲۸-۱۹۲۷ء جو حال میں شایع ہونے پر ہمارے پاس پہونچی ہے۔ اس میں سے بعض اہم معلومات درج ذیل کی جاتی ہیں۔ تاکہ اہل پنجاب معلوم کر سکیں۔ کہ ان کے صوبہ کی گورنمنٹ کی انتظام کے لحاظ سے کیا حالت ہے۔

پنجاب کی تعلیمی حالت

رپورٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سال میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد ۱۳۱ ۲۴۸ ۱- رہی ہے۔ گویا آبادی کے لحاظ سے تعلیم حاصل کرنے والوں کا تناسب ۴، ۶۰ فیصدی تھا۔ رپورٹ میں یہ امر تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اس سال طلباء کی تعداد میں گذشتہ سال کی نسبت بہت کم ترقی ہوئی ہے۔ اس سال تعلیم پر ۵۵۵ ۱۰ ۳۰۲ -روپیہ کی رقم خرچ کی گئی۔ صنعتی تعلیم کے لئے ۳۵ ۰ ۴۳ ۲- روپے خرچ ہوئے اور صنعتی تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ۱۴۹ ۳- تھی۔ صنعتی تعلیم کے لئے گورنمنٹ پانچ نئے سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ مستورات کی صنعتی تعلیم کے لئے حکومت نے ایک انڈسٹریل سکول اور ایک لیڈی مینارڈ انڈسٹریل گرلز سکول لاہور میں جاری کر رکھے ہیں۔ جن میں داخلہ کے لئے درخواستیں گنجائش سے زیادہ آئی ہیں

افسوس رپورٹ سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ ہندو۔ مسلمانوں اور سکھوں وغیرہ میں تعلیمی ترقی کی کیا رفتار ہے۔ کونسی قوم اپنی آبادی کے لحاظ سے اس بارے میں نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ اور کونسی پسماندہ ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی پتہ نہیں لگتا۔ کہ گورنمنٹ پسماندہ اقوام کے لئے کیا ذرایع اختیار کر رہی ہے۔ اور امدادی سکولوں کو گورنمنٹ کی طرف سے جو امداد دی جاتی ہے۔ اس میں سے ہندوؤں کو کیا دیا گیا۔ اور مسلمانوں اور سکھوں کو کیا۔

ممکن ہے۔ ان باتوں کا اظہار گورنمنٹ نے اپنے لئے مفید نہ سمجھا ہو۔ لیکن اگر اس قسم کی رپورٹ کی اشاعت کا یہ مقصد ہے۔ کہ لوگ اپنے متعلق گورنمنٹ کی مساعی سے آگاہ ہوں۔ تو کہنا پڑتا ہے [illegible] جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ بہت بڑی فروگذاشت [illegible] خیال رکھنا چاہیئے۔

صحت عامہ

سال زیر رپورٹ میں صرف ۸۴۵۲ ۱- اموات پلیگ سے ہوئیں گو سینہ کا سخت حملہ ہوا۔ جس کی وجہ ہر دوار کا میلہ کمبھ تھا۔ اس میلہ سے ہیضہ کے جراثیم تمام صوبہ میں پھیل گئے۔ اور اس طرح ۱۱۲ ۲۰۶ جانیں تلف ہوئیں۔ چیچک سے ۲۰ ۹۹ - اموات ہوئیں۔ اور بخار وغیرہ کی وجہ سے ۳۵۸۶۷۹ - لوگ مرے۔ گویا اس سال میں کل ۳۸۸۳۳۹ - اموات ہوئیں۔ بایں ہمہ رپورٹ میں تحریر ہے۔ کہ یہ سال پنجاب کی تاریخ میں صحت عامہ کے لحاظ سے بہترین سالوں میں سے ایک ہے۔

اس سے یہ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ صحت عامہ کے متعلق پہلے کی نسبت کچھ نہ کچھ کر رہی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی بڑے سے بڑے مغربی ملک میں بھی شاید ہی وباؤں سے اتنے قلیل عرصہ میں اس قدر اموات کبھی ہوئی ہوں۔ جو پنجاب میں اس سال ہوئیں۔ جسے بہترین قرار دیا جاتا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ صوبہ کی گورنمنٹ اس طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ اور طبی امداد بہم پہونچانے کا انتظام کر رہی ہے۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو۔ اس رفتار کو زیادہ تیز کرنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی ہم پبلک کو بھی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ طبی ہدایات پر برضا و رغبت عمل کرنے کے علاوہ اپنے دیہاتوں۔ گھروں اور مکانوں کی صفائی کا خود بھی خیال رکھیں۔ کھانے پینے کی اشیاء میں صفائی سب سے ضروری سمجھیں تاکہ آئے دن ان پر مہلک وباؤں کے جو حملے ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں اس حد تک کمی واقعہ ہو جائے۔ جس کا تعلق ظاہری اسباب سے ہے۔

جرائم

سال زیر رپورٹ میں قابل دست اندازی پولیس جرائم ۴۲۸۳۳ ہوئے۔ جو گذشتہ سال سے بقدر دو ہزار دو سو زیادہ ہیں۔ قتل کی وارداتیں ۶۰۰ سے ۶۶۵ تک ترقی کر گئیں۔ ڈاکہ زنی کے واقعات گذشتہ سال ۱۴۷ تھے۔ جو اس سال ۱۴۹ تک پہونچ گئے۔ نقب زنی کی وارداتیں گذشتہ سال ۱۳۷۵۰ تھیں۔ لیکن اس سال ترقی کر کے ۱۴۹۷۶ تک پہونچ گئیں۔ بایں ہمہ حکومت اس زیادتی کو اس قدر قلیل سمجھتی ہے کہ فخریہ طور پر رپورٹ میں لکھا ہے۔ یہ بات قابل مبارکباد ہے۔ کہ باوجود فرقہ وارانہ مناقشات کے نقب زنی کی وارداتوں میں اس قدر قلیل اضافہ ہوا۔

ان تمام واقعات سے صرف پینتیس فیصدی کا سراغ لگانے میں پولیس کامیاب ہو سکی۔ اور حکومت کے نزدیک یہ ایسا کارنامہ ہے۔ جس کی وجہ سے پولیس مستحق آفرین ہے۔ ان جرائم کا سراغ لگانے میں پولیس کے علاوہ دیہاتیوں نے بھی بہت شاندار کام کیا۔ جنہیں ان خدمات کے صلہ میں پچاس ہزار روپیہ نقد کے علاوہ زمینیں بھی بطور انعام تقسیم کی گئیں۔

جرائم کی صوبہ میں یہ حالت ہر شخص کے لئے نہایت افسوسناک اور قابل توجہ ہے اور گورنمنٹ کے علاوہ ہر بہی خواہ صوبہ کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ ایسے افعال کے انسداد کے لئے جو کچھ کر سکتا ہو۔ اس سے دریغ نہ کرے۔ ہمارے خیال میں ایسے افعال کے روکنے میں سب سے زیادہ کامیابی مذہبی جماعتوں کو ہو سکتی ہے۔ اگر گورنمنٹ اس بارے میں ان سے استصواب کر کے طریق عمل اختیار کرے۔ تو بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔

زمینداروں کی تباہ حالی

رپورٹ مظہر ہے۔ کہ صوبہ کے تمام زیر کاشت رقبہ میں سے ۲، ۱۰ فیصدی رقبہ رہن ہے۔ جو گذشتہ سال ۹۶۹ تھا۔ زمین کے رہن میں اس قدر ترقی کی وجوہات مختلف اضلاع میں فصلوں کی تباہی اور مختلف انواع کے طوفانوں کے باعث زمینداروں کی خستہ حالی ہے زمینداروں کی مالی کمزوری کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ وصولی لگان کے لئے نمبرداروں کی گرفتاری کے لئے ۴۴۶۸ وارنٹ جاری کئے گئے۔ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ ضلع لائلپور کے دو زمینداروں نے لگان کی ادائیگی کے لئے امپیریل بنک کے چک جاری کئے۔

زمیندار جو گورنمنٹ کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ اور ملک کی خوشحالی کا باعث ہیں۔ روز بروز گورنمنٹ کی زیادہ توجہ کے مستحق ہو رہے ہیں اور جب تک قرض کی بلا سے انہیں رہا نہ کرایا جائے گا۔ یا کوئی ایسا انتظام نہ کیا جائے گا۔ کہ سود خوار اور چالاک قرض دینے والے ان کا خون نہ چوس سکیں۔ اس وقت تک ان کے بچنے کی صورت نظر نہیں آتی مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے زمینداروں کی حالت زار سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود ابھی تک ساہوکارہ بل بھی پاس نہیں کیا۔

فرقہ وارانہ فسادات

رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ دوران سال میں اس قدر فسادات اور فرقہ وارانہ مناقشات ہوئے۔ کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئے تھے۔ اور اس لحاظ سے یہ سال پنجاب کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حکومت نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ان جھگڑوں کا باعث بہت حد تک راجپال کی رسوائے عالم تصنیف اور رسالہ ورتمان کی اشاعت تھی۔

کیا امید کی جائے۔ کہ آریہ صاحبان آئندہ صوبہ پنجاب پر رحم فرمائیں گے۔ اور اسے کوئی نیا شوشہ چھوڑ کر فسادات کا مرجع نہیں بننے دیں گے۔

مقدمات

اس سال تمام عدالتوں میں جن میں ہائی کورٹ بھی [illegible] دائرہ مقدمات کی تعداد ۸۱۵ ۲۰۶- تھی۔ گذشتہ [illegible] ۱۸۰۲۴۹- تھی۔ گویا اس سال ۲۶۵۶۶- مقدمات زیادہ [illegible] ان میں سے لین دین اور جائداد منقولہ کے متعلق ۴۶ [illegible]

جن میں سے ۵ ۵۴۵ ۷ ساہوکاروں کی طرف سے زمینداروں پر دائر کئے گئے تھے۔ مقدمات کی فیس وغیرہ سے جو رقم گذشتہ سال وصول ہوئی۔ وُہ ۱۴۹۵۱ ۶۳ ۵۴۷ تھی۔ لیکن اس سال یہ ترقی کرکے ۱۶۰ ۳۰ ۵۰ ۷ تک جا پہونچی۔ حکومت کا خیال ہے۔ کہ مقدمات میں کمی اس وجہ سے ہوئی۔ کہ معمولی مقدمات پر فیس کورٹ کم کر دیا گیا تھا ۔

لوگوں کی تباہی اور بربادی کا بہت بڑا باعث مقدمات بھی ہیں۔ لیکن افسوس وُہ اپنی بربادی کے سامان اپنے ہاتھوں فراہم کرنے سے باز نہیں آتے ۔

یہ ۲۸-۱۹۲۷ء کے پنجاب کا معمولی سا خاکہ ہے۔ جس پر کسی لمبے چوڑے تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ ہے۔ کہ صوبہ کے اندر غربت بڑھ رہی ہے۔ زمینداروں کی زمینیں آہستہ آہستہ سرمایہ داروں کے قبضہ میں جا رہی ہیں۔ زمینداروں کی مالی حالت گر رہی ہے۔ قتل ڈاکہ نقب زنی وغیرہ کی وارداتیں المضاعف ہیں۔ صوبہ میں فرقہ وارانہ فسادات ترقی پر ہیں۔ مقدمات کی بھرمار ہے۔ اور روز بروز زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ بیماریاں بھی کافی غضب ڈھا رہی ہیں۔ تعلیم کی افسوسناک کمی ہے ۔

سکھوں میں مذہبی رواداری

سکھوں کے اخبار "شیر پنجاب" (۱۷ - نومبر) میں اس کے مالک نے "مذہبی رواداری اور سکھ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں دعوٰے کیا گیا ہے۔ کہ

"مذہبی زندگی میں سکھوں سی بے تعصبی و رواداری کی نظیر تاریخ عالم میں کہیں نہیں مل سکتی۔ سکھوں نے آج تک کسی بھی شخص کو اس لئے قتل نہیں کیا۔ کہ وُہ سکھ بننے سے انکار کرتا تھا۔ سکھوں نے کسی کو آج تک جبراً سکھ نہیں بنایا"

وُہ لوگ جن کی "سکھا شاہی" زبان زد خواص و عام ہے۔ اگر یہ دعوٰے کریں کہ انہوں نے آج تک کسی پر اس لئے کسی قسم کا جبر نہیں کیا کہ وُہ غیر سکھ ہے۔ تو بہت ہی حیرت انگیز بات ہے۔ گذشتہ باتوں پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ اور وُہ مظالم ابھی تک لوگوں کو یاد ہیں۔ جو سکھوں نے اپنی چند روزہ حکومت کے دوران میں روا رکھے۔ پھر ان کے نشانات بھی کئی مقامات پر زبان حال سے سکھوں کی ستم رانیوں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ کیا یہ درست نہیں۔ کہ کئی مساجد پر سکھ اس وقت تک اس لئے قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک زمانہ میں ان پر زبردستی قبضہ جما لیا تھا۔ پھر کیا مسلمان بادشاہوں کی ایسی یادگاریں موجود نہیں جن کے پتھر تک سکھوں نے اکھیڑ کر سماد میں وغیرہ تعمیر کیں۔ اگر یہ درست ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔ تو معلوم نہیں۔ شیر پنجاب کے ان الفاظ کا کیا مطلب ہے۔ کہ "مذہبی زندگی میں سکھوں سی بے تعصبی و رواداری کی نظیر تاریخ عالم میں کہیں نہیں مل سکتی"۔ یہ دعوٰے اس لحاظ سے تو درست ہو سکتا ہے۔ کہ سکھ جسے رواداری اور بے تعصبی سمجھتے ہیں۔ اس کی نظیر تاریخ عالم میں کہیں نہیں مل سکتی۔ مگر یہ قطعاً غلط ہے کہ سکھوں نے حقیقی رواداری اور بے تعصبی کا مفہوم بھی سمجھا۔ کجا یہ کہ اس [illegible] کے لحاظ سے کوئی سکھ اس کی تغلیط نہیں کر سکتا۔ خواہ وُہ "سردار امر سنگھ صاحب مالک اخبار شیر پنجاب لاہور" ہی ہوں۔

لیکن ہم کہتے ہیں۔ گذشتہ واقعات جانے دیجئے۔ موجودہ حالات سے ہی فیصلہ کر لیا جائے۔ اس وقت جبکہ سکھ بھی ایک غیر ملکی حکومت کے ماتحت ہیں۔ اور مسلمان بھی۔ وُہ علاقے جہاں سکھوں کی تعداد زیادہ ہے اور انہیں مالکانہ حقوق حاصل ہیں۔ مسلمانوں پر جس طرح ظلم و ستم کرتے رہتے ہیں۔ وُہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور تو اور مسلمانوں کے اذان دینے میں بھی مزاحم ہوتے ہیں۔ اور کئی دیہات ایسے ہیں۔ جہاں مسلمان اذان نہیں دے سکتے ۔

کیا اسی کا نام مذہبی رواداری اور بے تعصبی ہے۔ اور اسی پر فخر کیا جا رہا ہے ۔

اچھوت اور ہندو

اگرچہ اچھوتوں کے مندروں میں داخل ہونے کے رستہ میں بہت سی مشکلات ابھی حائل ہیں۔ اور اس بارے میں ان کی سخت مخالفت کی جا رہی ہے۔ تاہم بعض مقامات پر ہندوؤں نے اچھوتوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور انہیں مندروں میں داخل ہونے کا حق دے دیا ہے۔ چنانچہ جبل پور کے متعلق حال ہی میں شائع ہوا ہے کہ مسٹر جی۔ ڈی۔ برلا کی کوششوں اور سیٹھ جمنا لال بجاج کی مداخلت نے رام کرشنا مندر کے قضیہ کو نپٹا دیا ہے۔ مندر کے متولیوں نے اچھوتوں کو پوجا کی اجازت دے دی۔ اور اچھوتوں کی ایک کثیر تعداد مندر میں داخل ہو گئی۔

(خلافت ۲۴ - نومبر)

ممکن ہے۔ دیگر مقامات کے مندروں کے متعلق بھی اچھوتوں کا مطالبہ منظور کر لیا جائے۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اچھوت مطمئن ہو جائیں گے۔ اور مندروں میں داخل ہونے کا حق تسلیم کئے جانے سے سمجھ لیں گے۔ کہ ہندوؤں نے انہیں مذہبی اور سوشل طور پر اپنے مساوی سمجھ لیا ہے۔ بلکہ ابھی سے انہوں نے اور آگے قدم بڑھانے کا اعلان کر دیا ہے۔ چنانچہ ملاپ (۲۲ نومبر) لکھتا ہے ۔

"بمبئی کے اچھوتوں نے نہ صرف مندروں میں داخلہ کے لئے ستیہ گرہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس کی غرض یہ ہے۔ کہ ہندو جاتی میں مساوات کا پایہ حاصل کریں۔ بلکہ یہ ایجی ٹیشن بھی شروع کر دیا ہے۔ کہ ان کو ہندو ہوٹلوں اور ریسٹورینٹوں میں جن کا لائسنس ہے۔ داخل ہونے دیا جائے۔ اگر ہوٹلوں والے اس مطالبہ کو منظور نہ کریں گے۔ تو اچھوت بمبئی میونسپل کارپوریشن سے درخواست کریں گے۔ کہ ایسے ہوٹلوں کے لائسنس منسوخ کئے جائیں"

فی الواقع مندروں میں داخلہ کی اجازت اس بات کے لئے کافی نہیں۔ کہ ہندوؤں نے اچھوتوں کو مساوات کا درجہ دے دیا ہے بلکہ ضروری ہے۔ کہ کھان پان میں بھی وُہ شریک ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی بیاہ شادیوں کے تعلقات بھی قائم کریں ۔

ایک طرف اچھوت اقوام کی اس بیداری اور جد و جہد کو رکھا جائے اور دوسری طرف ہندوؤں کی تنگ دلی اور ان کے مذہبی احکام کو مد نظر رکھا جائے۔ تو سانپ کے موتہ میں چھچھوندر کی مثال نظر آتی ہے ہندو محض ذاتی فوائد اور اغراض کی خاطر نہ تو یہ چاہتے ہیں۔ کہ اچھوت اقوام ان سے علیحدہ ہو جائیں۔ اور نہ انہیں مساویانہ حقوق دے کر اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں ۔

اس کشمکش کا انجام ہمیں تو یہ نظر آتا ہے۔ کہ یا تو ہندوؤں کو اپنا مذہب بالائے طاق رکھ کر اچھوتوں کے ساتھ مل جانا پڑے گا یا پھر اچھوتوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا پڑے گا۔ اب یہ ممکن نہیں کہ اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملائے بھی رکھیں۔ اور ان کے ساتھ انسانیت سوز سلوک بھی کرتے رہیں ۔

ہندو مسلمانوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں

ہندو کہنے کو تو یہ کہتے ہیں۔ کہ وُہ انگریزوں سے آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کا مقابلہ موجودہ گورنمنٹ سے ہے۔ لیکن دراصل وُہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں پر تصرف حاصل کرنے اور ان پر زیادہ سے زیادہ قابو پانے کے لئے کر رہے ہیں۔ چنانچہ بھائی پرمانند لکھتے ہیں :-

"اس ملک میں ہماری مشکل برٹش گورنمنٹ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ مسلمانی ذہنیت کے ساتھ ہے"

گویا برٹش گورنمنٹ کی نسبت مسلمانوں کی ہندوستان میں موجودگی ہندوؤں کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اور وُہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ میں کوئی انقلاب پیدا کرنے سے قبل مسلمانوں کی ذہنیت کو مٹا ڈالیں ۔

بھائی پرمانند کی اس صاف گوئی سے ان مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ سوراجیہ حاصل ہونے تک ہندوؤں کی ہر ایک بات آنکھیں بند کرکے مانتے جائیں۔ جب انگریز ہندوستان سے نکل جائیں گے۔ تب مسلمانوں کو اپنے حقوق کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ اگر خدانخواستہ کوئی ایسا وقت آ گیا۔ کہ ہندوؤں کو سوراجیہ حاصل ہو گیا۔ تو اس وقت ان کا سب سے پہلا کام مسلمانوں کا صفایا کرنا ہوگا۔ اور اس وقت تک اگر مسلمان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے رہے۔ تو یہ حالت ہوگی۔ کہ کوئی ان کی شاہ رگ سے ہندوؤں کے ہاتھ کو علیحدہ کرنے والا نہ ہوگا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

خدا تعالٰے کے فضل سے ہمارا مرکزی تعلیم الاسلام ہائی سکول ہر پہلو سے نمایاں ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کی مذہبی اور اخلاقی تربیت کے علاوہ مروجہ تعلیم بھی پوری کوشش اور محنت سے دی جاتی ہے۔ تمام احمدی احباب کا فرض ہے۔ کہ اپنے بچے یہاں تعلیم کیلئے بھیجیں۔ ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز نے حال کے معائنہ کے بعد حسب ذیل ریمارکس ظاہر کئے "اس درسگاہ کا انتظام بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اور ترقی کی علامات ہر پہلو میں نمایاں ہو رہی ہیں۔ اعلےٰ درجہ کا ضبط اس سکول کا امتیازی پہلو ہے۔ ویسے بھی سکول کی عام حالت اور منظر دلوں پر اثر کرنے والا ہے۔ پرائمری میں بھی بہت سی مفید اصلاحیں جاری کی گئی ہیں" حساب و کتاب اور رجسٹر وغیرہ بہت اطمینان بخش ہیں۔ "مجھے اس بات سے نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے کہ اصلاحات جو جاری کی گئی ہیں۔ وُہ مفید نتائج پیدا کر رہی ہیں۔ پچھلے سال

مہرشی دیانند کا عمل اپنی تعلیم کے خلاف

آریہ اخبار ملاپ (۲ نومبر) کے صفحہ اول پر ایک تصویر نمایاں طور پر شائع کی گئی ہے۔ جس کے منہ پر داڑھی اور مونچھیں دکھائی گئی ہیں اور تصویر کے نیچے جلی حروف میں لکھا ہے۔

"مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج کی ایک تصویر جو اصلی فوٹو سے تیار کی گئی ہے"۔

یہ تو ہوا سوامی جی کا عمل جو آپ کی تصویر سے ظاہر ہے۔ اب ذرا آپ کی تعلیم ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"برہمن کے سولہویں۔ کشتری کے بائیسویں۔ ویش کے چوبیسویں سال میں "کیشانت کرم" (بال اتارنا) یعنی حجامت مونڈن ہو جانا چاہیئے۔ یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھکر باقی داڑھی۔ مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے۔ اور پھر کبھی نہیں رکھنا چاہیئے۔ ...... داڑھی اور مونچھ رکھنے سے کھانا پینا اچھی طرح نہیں ہو سکتا۔ اور جوٹھا بھی بالوں میں رہ جاتی ہے"۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹)

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ آریہ صاحبان اپنے سوامی کے اس عمل اور ان کی تعلیم میں کس طرح تطبیق دے سکتے ہیں۔ جو شخص اس طرح اپنی ہدایات کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اس کے پیرو اگر اس کی بیان کردہ باتوں کے خلاف کریں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں؟

سگے ماموں کی بیوہ سے شادی

ہندو لاء کے نامکمل ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ اس میں بیاہ شادی۔ ایسے اہم امر کے متعلق بھی یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ کس کس رشتہ میں شادی جائز ہے۔ اور کس جگہ ناجائز۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پچھلے دنوں سندھ کے ایک "برہمن دیوتا" نے "اپنی لڑکی کی شادی اپنے سگے پتر سے کر دی تھی۔ اب معلوم ہوا ہے۔ "ایک برہمن نے اپنے ماموں کی بیوہ کے ساتھ شادی کر لی"۔ اور اس عورت کی اپنے ماموں سے لڑکی کی شادی اپنے چھوٹے بھائی سے کر دی۔

گورو گھنٹال ۳۰ نومبر لکھتا ہے۔ "اس پر بہت شور بلند ہوا۔ چند روز اس کا چرچا رہا۔ مگر پھر یہ تمام جوش ختم ہو گیا۔ اور اب کسی کو نہ اس کی یاد ہے۔ نہ افسوس"۔

بات یہ ہے۔ جب ایسی شادیاں کرنے والوں کے خلاف شور بلند کیا جاتا ہے۔ تو وہ اس کے عدم جواز پر "پرمان" کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس پر معترضین کو سوائے بغلیں جھانکنے کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ ان واقعات سے ظاہر ہے۔ کہ "ہندوؤں نے مقدس شادی کے سلسلہ میں اپنے آپ کو کہاں تک گرا دیا ہے"۔

(گورو گھنٹال ۳۰ر نومبر)

مگر اس کی ساری ذمہ داری ویدک دھرم پر عائد ہوتی ہے جس میں "مقدس شادی کے سلسلہ" کی کوئی حد بندی نہیں کیگئی۔ اور اپنے پیروؤں کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کا ایک طرف تو یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ہندوؤں نے اپنے بزرگوں کے طریق عمل کو چھوڑ کر رشتہ داروں میں شادی کرنا پاپ سمجھ لیا۔ اور دوسری یہ کہ جنہوں نے یہ پابندی توڑی۔ وہ حد ......

فرقہ اہلحدیث کی داستان تنزل اس وقت "کے آمدی و کے پیر شدی" کی مصداق ہے۔ مگر اب یہ ادبار اس حد تک پہنچ چکا ہے۔ کہ اس کا متواتر اخبارات میں تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ اس تنزل کے اسباب میں کسی کو اختلاف ہو۔ تو ہو۔ مگر اس کے ہونے کا انکار ناممکن ہے ایک زمانہ تھا۔ کہ داڑھی رکھنا اہلحدیث کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج نوبت بہ اینجا رسید کہ:۔

"داڑھی کی صفائی والے تو جس قدر چاہیں۔ ماشاء اللہ ہر جگہ موجود ہیں۔ بڑے مزے کی بات یہ ہے۔ کہ اکثر جگہ یہی بے داڑھی والے سکرٹری۔ پریذیڈنٹ۔ انجمن اہلحدیث کے بنائے ہوئے ہیں"۔ (اخبار اہلحدیث ۲۲ر نومبر)

گویا اس گروہ نے ترقی معکوس کی ہے۔ اور اب اس کے ممتاز عہدے ان لوگوں کو تفویض ہیں۔ جنہیں ظاہری طور پر بھی سنت نبوی کی اتباع نصیب نہیں۔ اندریں صورت احمدیہ مجلس شوریٰ کی تجویز اور حضرت امام جماعت احمدیہ کا فیصلہ نہایت بیش قیمت ہے۔ کہ جماعت کا کوئی عہدہ یا مجلس شوریٰ کی ممبری کا حق ان لوگوں سے سلب کر لیا جائے۔ جو اس شعار اسلامی کی خلاف ورزی کریں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس حالت پر بایں الفاظ تبصرہ فرماتے ہیں:۔

"ہندوستان میں جتنی اسلامی قومی تحریکات جاری ہوئی ہیں۔ ان میں افراد اہلحدیث نے بھی حصہ لیا۔ پھر وہ تحریک عام میں ایسے محو ہو گئے۔ کہ اپنے خواص چھوڑ بیٹھے۔ تحریک خلافت ہو۔ یا تحریک حریت تحریک کانگرس ہو۔ یا مسلم لیگ۔ بجز مستثنیات کے عموماً باقی افراد اس رو میں بہ گئے۔ ان کی نظروں میں خصوصیات مذہبی کی قدر نہ رہی انا للہ"۔

گویا جملہ تحریکات میں حصہ لینے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اہلحدیثوں میں سے مذہبیت جاتی رہی۔ یہ تحریک دب کر آہستہ آہستہ فنا ہو رہی ہے اور وہ دن دور نہیں۔ کہ ان لوگوں کو "جعلناھم احادیث" کا مصداق بنا دیا جائیگا۔ اس بیان میں اہل پیغام کے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ وہ دیکھیں۔ ان سے کئی گنا زیادہ گروہ کا کیا حال ہوا جبکہ اس نے اپنی "خصوصیات مذہبی" کو تدریجاً ترک کیا۔ آج غیر مبائعین بھی دنیا کی رو میں بہ رہے ہیں۔ اور "خصوصیات احمدیہ" سے منہ پھیر کر "تحسین و آفرین" حاصل کرنا اپنا شیوہ بنا رہے ہیں۔ سو عنقریب اپنی ہستی کو بڑے سمندر میں فنا ہوتے دیکھ لینگے۔ اے کاش وہ اب بھی عبرت حاصل کریں۔ السعید من وعظ بغیرہ

الفضل ۱۳ر اگست کے بہرہ "اشارات" میں جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی تصویر کا ذکر تھا۔ "اہلحدیث" اس بیان پر بہت بگڑا۔ اور اسے مولانا کی ذات پر افترا ہو قرار دیا۔ پھر حسب عادت اس تذکرہ کو سیرت النبی کے جلسہ میں تقریر کرنے کا عوض بتایا۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ کیا یہ غلط ہے۔ کہ مولانا نے برضا و رغبت تصویر کھنچوائی۔ اور عملاً ثابت کر دیا۔ کہ عند الضرورت تصویر کھنچوائی جا سکتی ہے۔ اتنی سی بات پر اس قدر ناراضگی کیوں؟ جبکہ خود مولوی صاحب کو بھی مسلم ہے

"سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر کی تبدیلی پر میونسپلٹی کی طرف سے ان کی الوداعی دعوت ہوئی۔ مولوی ابراہیم صاحب بھی بحیثیت میونسپل ممبر بلائے گئے۔ بعد صحبت حسب دستور فوٹو گرافر نے ساری مجلس کا فوٹو لیا"۔ (اہلحدیث ۱۳ر ستمبر)

گویا فوٹو لیا گیا۔ اور "حسب دستور" لیا گیا۔ بات تو وہی ہوئی جو لکھی گئی تھی۔

لیکن مولوی صاحب نے جو معذرت مولانا سیالکوٹی کی طرف سے کی ہے۔ وہ خود غلط ہے۔ "دعوت ہوئی" کی خبر نا معلوم انہیں کس سند سے ملی ہمارے سامنے تو میونسپلٹی سیالکوٹ کے ایک معزز ممبر چوہدری حاکم الدین صاحب کی تحریر پڑی ہے۔ جس میں صاف طور پر لکھا ہے۔ "ٹی پارٹی کوئی نہیں ہوئی تھی"۔ اور زیادہ وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اگر آپ کا خیال ہے۔ کہ ممبر صاحبان نے پبلک کا روپیہ دعوت پر یا تصویروں پر خرچ کیا ہے۔ تو میں عرض کر دیتا ہوں۔ کہ آپ غلطی پر ہیں صبح ۹ بجے کے قریب میونسپل ہال کے باہر فوٹو لی گئی تھی۔ یہ جگہ اور وقت بتا رہا ہے۔ کہ کوئی دعوت کا وقت نہیں۔ اور نہ ہی یہ جگہ دعوت کے قابل ہے تصویر ممبر صاحبان نے اپنی گرہ سے ۲ روپے فی کاپی خرید کی ہے"۔

پس جو "فاتح اہلحدیث" نے پیش کیا۔ وہ سر تا پا باطل ہے۔ سچ ہے۔ ایک جھوٹ ثابت کرنے کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ کیا اہلحدیث اپنے بیان کی صداقت ثابت کر سکتا ہے۔

اگر "اہلحدیث" کا بیان درست بھی فرض کر لیا جائے۔ تب بھی ثابت ہے۔ کہ "مولانا سیالکوٹی" کے نزدیک ایک پارٹی کی خاطر فوٹو کھنچوانا جائز ہے بلکہ دو روپے میں خریدنا بھی جائز ہے۔ کہاں ہیں وہ اہلحدیث جو کہا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے مغربی قیافہ شناسوں کی خاطر فوٹو کھنچوا کر شریعت کی نافرمانی کی (نعوذ باللہ) وہ بتائیں۔ مولانا سیالکوٹی پر ان کا کیا فتویٰ ہے؟ ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ جب اخبار زمیندار میں سلطان ابن سعود اور شاہ ایران کا فوٹو شائع کیا گیا۔ نیز علم الدین کمیٹی کے ممبروں سے مولانا ظفر علی خان نے کہا۔

"اگلی صبح آٹھ بجے باغ دہلی دروازہ میں آجائیں۔ تاکہ ان کا فوٹو لیا جائے"۔ (زمیندار ۸ر نومبر ۱۹۲۹ء)

کیا سلطان ابن سعود کا عمل بھی شائستہ اعتنا نہیں؟ ظفر علی خان کو "فدا کاروں" سے ارشاد بھی قابل التفات نہیں۔ مولانا سیالکوٹی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر جموں میں

ہدایت کے متلاشی کو کیا کرنا چاہیئے

(مرتبہ مولوی قمرالدین صاحب مولوی فاضل)

۳۰ ستمبر کشمیر سے واپس آتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو بوجہ لاریوں کے وقت پر نہ پہنچنے کے جموں ٹھہرنا پڑا اس موقعہ پر احباب جموں نے حضور کی تقریر کا انتظام کیا۔ اور حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

بعد تشہد۔ تعوذ اور تلاوت سورۃ فاتحہ کے فرمایا:۔

منشاء الٰہی

اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے منشاء کے ماتحت باوجود اس کوشش کے کہ میں یہاں سے کل ہی روانہ ہو جانا چاہتا تھا۔ مجھے ایک دن کے لئے اس مقام پر ٹھہرنا پڑا۔ میرے دل میں خواہش تھی۔ کہ میں اس مقام کو دیکھوں۔ اس لئے کہ ہمارے [illegible] کے پہلے خلیفہ اور امام حضرت مولوی نورالدین ایک عرصہ تک اس جگہ رہے ہیں۔ اور جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ انسان اپنے پیاروں کے مقامات کو دیکھتا ہے۔ مجھے مدت سے اس کا خیال تھا۔ مگر ہر کام کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ جبکہ میری خواہش تھی۔ میں نہ آسکا۔ مگر اب بغیر اپنی خواہش کے مجبوراً مجھے ٹھہرنا پڑا۔

ہمارے یہاں کے دوستوں نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ میں اُن اصحاب کی خاطر۔ جو ابھی سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے کچھ بیان کروں۔ خدا کی حکمت ہے۔ میں سمجھتا تھا۔ میرا وقت ضائع گیا۔ مگر اب خدا نے یہ تقریب پیدا کر دی ہے۔ ممکن ہے میرے اس بیان میں بعض ان لوگوں کو جنہیں تحقیق حق مطلوب ہو کوئی مفید بات معلوم ہو۔ اور وہ فائدہ اُٹھائیں۔

مذہب کی غرض

میرے نزدیک مذہب کی غرض فتنہ و فساد پیدا کرنا نہیں۔ بلکہ مذہب دلوں کی صفائی کے لئے ہوتا ہے۔ اگر فتنہ غرض ہوتی تو اسے شیطان با احسن طریق سرانجام دے سکتا تھا۔ مگر مذہب کی ہرگز یہ غرض نہیں ✦

رسول کریمؐ کی زندگی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنی جوانی کی زندگی اپنی قوم کی بھلائی میں خرچ کی۔ کوئی عقلمند ایک لمحہ کے لئے بھی خیال نہیں کر سکتا۔ کہ آپ بڑھاپے کی عمر میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔

احد کا واقعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تاریخ میں ایک واقعہ درج ہے۔ جو اگرچہ عام مؤرخین کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ مگر مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ وہ جنگ اُحد کا واقعہ ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شہید ہوئے۔ اس وقت ابو سفیان نے کہا۔ محمد (صلعم) کہاں ہے۔ ابو بکرؓ کہاں ہے۔ عمرؓ کہاں ہے یعنی سب مارے گئے ہیں۔ اس وقت حضرت عمرؓ جواب دینے لگے۔ کہ میں تمہارے مارنے کے لئے موجود ہوں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا۔ اور اپنی ذات کے لئے کچھ نہ کہنے دیا لیکن جب ابوسفیان نے کہا۔ اُعلُ ھُبَل۔ اُعلُ ھُبَل۔ تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور فرمایا۔ کیوں نہیں کہتے ... اللہ اعلیٰ و اجلّ۔ غرض آپ نے ہرگز اپنی ذات نہ منوائی نہ اپنی بڑائی چاہی۔ بلکہ ہمیشہ خدا کی ذات منواتے رہے۔ پس میں ان واقعات کی موجودگی میں ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بڑائی دنیا میں پھیلانے کے لئے آئے تھے ✦

پس میں یہی ایک بات پیش کر کے احمدیوں سے بھی اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں سے بھی کہتا ہوں۔ کہ وہ تعصب سے کام لینا چھوڑ دیں اور صداقت پر غور کریں۔

صرف ایک بات

اب جبکہ میں گاڑی پر جانے والا ہوں۔ بعض اصحاب نے سوالات کئے ہیں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ تمام کے جواب دے سکوں صرف ایک بات پیش کرتا ہوں جس سے کوئی اہل مذہب انکار نہیں کر سکتا۔ اور وہ یہ کہ خدا کو ماننے والے یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر پیار کرنے والا کوئی وجود نہیں۔ اگر کوئی خدا ہے تو وہ ہمارے ماں باپ سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ اسے ہماری ہدایت کی زیادہ فکر ہے

ایک امریکن دہریہ کی کتاب

میں نے پڑھی ہے جو خدا تعالیٰ کے متعلق دیباچہ میں عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ ایک بات مجھے سمجھاؤ۔ اور وہ یہ کہ اگر خدا ہے۔ تو اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اسے ہمارے ساتھ ہمارے والدین سے زیادہ پیار ہونا چاہیئے۔ اس نے سب کچھ ہمارے لئے بنایا۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ہمارے ساتھ پیار نہ کرے۔ اور والدین سے زیادہ ہماری فکر نہ کرے۔ پھر کہتا ہے۔ اگر میں زہر کھاتا ہوں۔ تو مجھے ماں باپ روکتے ہیں۔ دوست روکتے ہیں۔ مگر جب میں گمراہی و ضلالت میں مبتلا ہوتا ہوں تو کیا وجہ خدا میرا ہاتھ نہیں پکڑتا۔ پھر وہ کہتا ہے۔ مجھ سے کہا جائے گا۔ کہ تم گندے ہو جیسے والدین نالائق اولاد سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا بھی تم سے ناراض ہے۔ مگر میں اس کا یہ جواب دونگا۔ کہ میں تو گندہ سہی۔ مگر تم میں سے کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ جس کا ہاتھ خدا پکڑتا ہو۔ اور اس کو گمراہی و ضلالت کے گڑھے سے بچاتا ہو۔ عیسائیوں میں سے کوئی تو ہو جو خدا سے تعلق رکھتا ہو۔ اور خدا اس سے تعلق رکھتا ہو ✦

جب میں نے اس کتاب کا یہ مقام پڑھا تو مجھے وجد آگیا کہ یہ

فطرت انسانی

بول رہی ہے میں نے کہا بیشک اس کی تسلی عیسائیت نہیں کر سکتی۔ مگر اسلام کر سکتا ہے قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی وہ لوگ جو ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں

فرقوں کی کثرت

کا یہ حال ہے کہ ان کا گننا بھی آسان نہیں۔ اس حالت میں ایک طالب حق کے لئے سوائے اس کے اور کوئی راہ نہیں کہ وہ خدا کے حضور جھکے اور صحیح رستہ معلوم کرے۔

ایک صوفی کا واقعہ

لکھا ہے کسی کے پاس ایک طالب علم تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ رخصت ہونے لگا۔ تو صوفی صاحب نے اسے نصیحت کرنی چاہی۔ اور اس سے دریافت کیا۔ تم اب جاتے ہو۔ مگر یہ تو بتاؤ اگر شیطان نے تمہارا مقابلہ کیا۔ تو کیا کرو گے۔ طالب علم نے کہا کہ میں بھی اس کا مقابلہ کرونگا۔ صوفی نے کہا۔ اچھا اگر وہ بھاگ جائے۔ اور پھر آکر مقابلہ شروع کر دے۔ تو پھر کیا کرو گے طالب علم نے کہا میں بھی پھر اس کا مقابلہ کرونگا۔ صوفی نے کہا اس طرح تو تم ہمیشہ شیطان کا مقابلہ ہی کرتے رہو گے۔ پھر آگے کس طرح ترقی کرو گے۔ طالب علم نے کہا پھر آپ ہی بتائیں مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ کہا یہ بتاؤ۔ اگر تم اپنے کسی دوست سے ملنے کے لئے جاؤ۔ اور اس کا کتا تمہارا مقابلہ کرے تو اس وقت کیا کرو گے طالب علم نے کہا میں اُسے ہٹاؤنگا۔ صوفی نے کہا اگر وہ باز نہ آئے اور اندر جانے نہ دے۔ تو پھر کیا کرو گے۔ اس نے کہا۔ میں اپنے دوست کو آواز دونگا کہ اپنے کتے کو روکو میں اندر آنا چاہتا ہوں۔ صوفی نے کہا بس خدا سے ملنے کا بھی یہی طریق ہے۔ کہ جب شیطان پیچھا نہ چھوڑے۔ تو خدا کی طرف انسان توجہ کرے اور اسے آواز دے۔ کہ تو ہی اسے دور کر دے۔

پس میرے نزدیک

بہترین ذریعہ

سچائی کی طلب کا یہ ہے کہ انسان خدا کی طرف متوجہ ہو۔ خدا تعالیٰ

سے بچے۔ میں کسی مذہب کو اس لئے نہیں مانتا کہ یہ میرے ماں باپ کا مذہب ہے بلکہ میں مذہب کو مذہب سمجھ کر ماننا چاہتا ہوں۔ تو ہی مجھے سچے مذہب کا پتہ بتا۔ جب کوئی یہ طریق اختیار کرے گا تو ضرور خدا اس کی راہنمائی کرے گا۔ میرا یہ

ذاتی تجربہ

ہے۔ نہ صرف میرا بلکہ بہت سے غیر مسلموں سے بھی کرایا گیا ہے۔ اور وہ اس طرح کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ پس اگر کسی کو دلائل سے رہنمائی نہیں ہوئی۔ تو وہ یہ طریق اختیار کرے۔ پھر خدا تعالےٰ ضرور اس کی رہنمائی کرے گا۔ سورۃ فاتحہ جسکی ابھی تلاوت کی ہے یہ دعا ہے اور صرف مسلمانوں کے لئے خاص نہیں۔ بلکہ مسلمان۔ غیر مسلمان سب اس سے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں سکھایا گیا ہے کہ بندہ یوں دعا کرے۔ خدایا ہمیں ایسا رستہ دکھا جو ہدایت کا رستہ ہے اور جو پہلے منعم علیہ گروہ کا رستہ ہے۔ ایسا رستہ نہ دکھا جو مغضوب علیہم یا ضالین کا ہے۔

پس میرے نزدیک جو شخص

ہدایت کا طالب

ہے۔ وہ تعصب سے دور ہو کر مذاہب کی قیود سے باہر ہو کر خدا سے دعا کرے۔ کہ اے خدا۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ تو سچائیوں کا منبع ہے تو ہی سچا ہادی ہے۔ تو مجھے سچائی کا رستہ دکھا میں سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی شخص ۴۰ دن تک ایسا کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کیلئے رہنمائی کے سامان پیدا کر دیگا۔ یہ ایسا طریق ہے جس سے ہر شخص خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ فائدہ اٹھا سکتا ہے اگر میں دلائل پیش کروں۔ اور آپ لوگ متاثر بھی ہو جائیں۔ تو بھی ہو سکتا ہے کہ کل کو کوئی اور آئے اور ان باتوں کو غلط قرار دے اور ان کے خلاف دلائل پیش کرے اور پھر ان سے تم متاثر ہو جاؤ۔ اس لئے میں ایسی بات پیش کرتا ہوں۔ کہ خود بخود خدا کی طرف سے راہنمائی حاصل ہو جائے۔ یہ وہ طریق فیصلہ ہے۔ جو میں اپنے لئے بھی پسند کرتا۔ اگر میں ہدایت کی تلاش میں ہوتا۔ مگر چونکہ بعض لوگ

دلائل کے خواہشمند

ہوتے ہیں۔ اور وہ دلائل سننا چاہتے ہیں سو میں ان اصحاب کے لئے مختصراً چند باتیں پیش کرتا ہوں۔

ہمارا دعویٰ

یہ ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت نہایت ابتر ہو چکی تھی۔ اور دینی لحاظ سے وہ بالکل کورے تھے۔ اسلام صرف نام کا رہ گیا تھا اور قرآن کریم سے عمل اٹھ گیا تھا۔ صرف رسومات کی پابندی باقی تھی۔ اس لئے خدا کے قاعدہ مستمرہ کے ماتحت ضرور تھا۔ کہ کوئی مامور و مرسل آتا۔ جو مسلمانوں کی حالت سنوارتا۔ اسلام قائم کرتا احکام قرآن کی پابندی کراتا۔ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ میں مسیح موعود ہوں۔ اور خدا کی طرف سے مامور و مرسل ہوں۔ میرا کام یہ ہوگا۔ کہ میں اسلام کو دنیا میں قائم کروں۔ اور غیر مذاہب کے حملوں سے اسے بچاؤں۔ اعتراضات کا قلع قمع کروں۔ اور حقیقت اسلام پیش کروں۔ چنانچہ آپ ہی کے ذریعہ وہ اعتراض جو مدت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخالفین اسلام کیطرف سے کیا جاتا تھا۔ کہ اسلام دنیا میں تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ دور ہوا۔ آپ نے ثابت کیا کہ

اسلام کی اشاعت کا باعث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ تھی۔ جس سے سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح لاکھوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ آج بھی خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔ جو آپ کا غلام ہے۔ تا آپ کا غلام دنیا میں اسلام بغیر تلوار پھیلائے۔ تا دنیا جان لے۔ کہ جو کام شاگرد کر سکتا ہے۔ وہ استاد کیوں نہیں کر سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استاد تھے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپکی اتباع سے اعلیٰ سے اعلیٰ کمالات حاصل ہو سکتے ہیں۔ دیکھو

استاد کا کمال

کیا یہ ہوتا ہے کہ اسکی نسبت کہا جائے یہ ایسا کامل ہے کہ اس کا کوئی شاگرد پرائمری سے بڑھ نہیں سکتا۔ یا یہ کہ یہ ایسا کامل ہے کہ اسکے شاگرد بی اے اور ایم اے ہیں۔ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت مل سکتی ہے۔ سورۃ فاتحہ میں جو انعمت علیہم آیا ہے۔ اسکی دوسرے مقام پر اس طرح توضیح کی گئی ہے کہ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا۔ اس آیت میں منعم علیہ گروہ کے چار درجے بیان فرمائے گئے ہیں۔ نبی۔ صدیق شہید صالح یعنی اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انسان یہ چار درجے حاصل کر سکتا ہے۔ دوسرے انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک یہ بھی فرق ہے کہ پہلے انبیاء کی اتباع سے نبی نہیں بن سکتے تھے۔ صدیق اور شہید ہو سکتے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل تھا کہ حضور کی اتباع سے نبی بھی بن سکتے ہیں۔

بعض لوگ ناواقفیت کے باعث یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس آیت میں مَعَ کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی نہ ہونگے نبیوں کے ساتھ ہونگے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ یہ مَعَ صرف النبیین کے ساتھ ہی نہیں۔ بلکہ الصدیقین۔ الشھداء الصالحین سب کے ساتھ بھی ہے اور اگر انکے معنے درست تسلیم کئے جائیں تو یہ مطلب ہوگا۔ کہ نبی نہ ہونگے۔ نبیوں کے ساتھ ہونگے۔ صدیق نہ ہونگے بلکہ صدیقوں کے ساتھ ہونگے۔ شہید نہ ہونگے بلکہ شہداء کے ساتھ ہونگے۔ صالح نہ ہونگے بلکہ صالحین کے ساتھ ہوں گے لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو ان معنی سے تو اُمت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

یہاں

مَعَ بمعنے مِنْ

یعنی سے کے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ استعمال موجود ہے۔ چنانچہ آیا ہے۔ توفنا مع الابرار یعنی نیکوں میں سے کر کے مار یہ معنی نہیں۔ کہ جب کوئی نیک بندہ مرنے لگے۔ تو ہمیں بھی اس کے ساتھ وفات دیدے۔

پس قرآن کریم سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے

مقام نبوت

بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے جو نبی بنے گا۔ اسکی نبوت دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے وہ اُمتی ہوتا ہے۔ پس ایسی نبوت کے حصول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان نہیں۔ حدیث میں آیا ہے لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو انہیں میری پیروی کے سواء اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ پس اگر نبی کے ماتحت ہونے سے کسر شان ہوتی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے۔

حضرت مرزا صاحب باوجود دعویٰ نبوت کے

اُمتی ہونے پر فخر

کیا کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے اظہار میں عزت سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ کا یہ مشہور شعر ہے

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

اسی طرح آپ اپنے فارسی الہامی قصیدہ میں فرماتے ہیں

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نعتیں لکھیں۔ جنکا پہلی نعتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ آپ سے پہلے کی لکھی ہوئی نعتیں صرف زلفوں گیسوؤں کے ذکر پر مشتمل ہوتی تھیں۔ اور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا وغیرہ۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی نعتیں کہیں۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور کمالات کا ذکر کیا۔ ان نعتوں کا موازنہ صرف مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔

ایک شخص نے جب مجھ سے سوال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بھی نعت دیکھی جائے۔ اس میں آپ کے کمالات کا ذکر نہیں ہوتا۔ آپکی خوبیوں کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ صرف گیسوؤں اور زلفوں کی تعریف ہوتی ہے۔ تو میں سخت شرمندہ ہوا۔ اور میں نے اسے یہ جواب دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نعتیں لکھی ہیں وہ آپ دیکھیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ نعتیں لکھی ہیں۔ جن سے اسلام کی محبت ظاہر اور نمایاں طور پر نظر آتی ہے جو شخص بھی ان نعتوں کو دیکھے۔ کبھی خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کے لئے کوئی دعوے کرتا ہوگا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرنیوالے ہوں۔ اور پھر حضور کی عزت و عظمت قائم کرنے کے لئے ایسی ایسی نعتیں بھی لکھیں۔

بالآخر میں کہتا ہوں۔ آپ لوگ خدا تعالیٰ ہی سے راہنمائی حاصل

خواتین کا حق نمائندگی

۷ر نومبر زیر صدارت استاذی المکرم جناب میر محمد اسحٰق صاحب جامعہ احمدیہ کی دو پارٹیوں میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی۔ کہ آیا ایسی مجلس شوریٰ میں جو کسی خلیفۂ وقت کے ماتحت دینی اور دنیوی پہلو سے کسی جماعت یا ملک پر حکومت کر رہی ہو۔ عورتیں بطور نمائندہ شامل ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ ہر دو فریق کے بیانات سننے کے بعد پانچ اصحاب پر مشتمل ایک بورڈ یعنی جناب مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ایم اے ناظر تعلیم و تربیت جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری۔ جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل۔ اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے فیصلہ اس فریق کے حق میں دیا۔ جو عورتوں کو متذکرہ بالا مجالس میں حق نمائندگی دینے کے خلاف تھا۔ حق نمائندگی کی مؤید اور مخالف پارٹیوں کے مضامین الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ جو ناظرین نے ملاحظہ کئے ہونگے۔ یہ فیصلہ دونوں مضامین کے مقابلہ میں تھا نہ کہ اصل مسئلہ کے متعلق (ایڈیٹر) چونکہ یہ مسئلہ ہماری مجلس شوریٰ میں بھی پیش ہونے والا ہے۔ اس لئے اگر اس کے متعلق کچھ عرض کر دیا جائے تو غالباً غیر مناسب نہ ہوگا۔

آیات قرآنی

حق نمائندگی کی مؤید پارٹی کے مضمون میں عورتوں کا حق نمائندگی ثابت کرنے کے لئے آیت شاورھم فی الامر اور امرھم شوریٰ بینھم پیش کی گئی ہیں اور کہا گیا ہے "یہاں مردوں کی تخصیص کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ کلام الٰہی دونوں پر حاوی ہے" لیکن قابل غور بات یہ ہے۔ کہ

رسول کریم کا عمل کیا تھا

چونکہ خدا تعالیٰ کے ارشاد شاورھم فی الامر کے براہ راست اور اولاً بالذات مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس لئے ہمیں یہ دیکھنا کافی ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد خداوندی کے مطابق کیا طریق اختیار فرمایا۔ اسلامی روایات اور احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہم امور اور قومی معاملات باہم مشورہ سے طے کیا کرتے تھے۔ مختلف قبائل اور پارٹیوں کی طرف سے ان کے سردار اور لیڈر پیش ہوتے۔ اور اس طرح گویا ایک مجلس شوریٰ قرار پاتی۔ جس میں معاملات کا تصفیہ ہوتا تھا۔

اب معاملہ بالکل آسان ہے۔ اگر تو حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مجالس میں عورتوں کو بھی شرکت کا حق بخشا یعنی کوئی عورت بحیثیت نمائندہ یا سردار یا لیڈر کسی مجلس میں پیش ہوئی۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ ایسی مجالس میں شامل ہونا عورتوں کا حق ہے۔ اور یہ کہ "کلام الٰہی دونوں پر حاوی ہے" لیکن اگر کسی ایک مجلس مشاورت میں بھی کسی عورت کا بطور نمائندہ شریک ہونا ثابت نہیں اور یقیناً ثابت نہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بانی اسلام علیہ السلام کے نزدیک یہ حکم "دونوں پر حاوی" نہیں۔ بلکہ صرف مردوں ہی کے لئے خاص ہے اور ظاہر ہے۔ کہ اس طرح "مردوں کی تخصیص کرنا ترجیح بلا مرجح" نہیں۔ کیونکہ آنحضور کا اسوۂ حسنہ اور آپ کا زندگی بھر کا طرز عمل ایک زبردست مرجح اور مخصص موجود ہے پس غور کا مقام ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا ہے شاورھم فی الامر۔ کہ اپنے صحابہ سے مشورہ کیا کرو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی تعمیل میں بارہا مجلس مشاورت قائم کرتے ہیں۔ مگر اپنی ساری زندگی میں کسی ایک مجلس میں بھی کسی عورت کو بطور نمائندہ نہیں بلاتے۔ بلکہ ہمیشہ اور ہر مجلس شوریٰ میں صرف مردوں کو شریک کرتے ہیں۔ کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس طرز عمل اور نمونہ کے ہوتے ہوئے کہا جائے "یہاں مردوں کی تخصیص کرنا ترجیح بلا مرجح ہے"

خلفائے راشدینؓ کا عمل

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں بھی کبھی کوئی عورت کسی مجلس شوریٰ میں نمائندہ ہو کر پیش نہیں ہوئی۔ اگر خدا تعالیٰ کا حکم اس معاملے میں نازل نہ ہوا ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مجلس شوریٰ منعقد نہ کی ہوتی۔ تو کہا جا سکتا تھا شریعت اس معاملہ میں ساکت ہے۔ اور ہمیں اپنی رائے اور اپنے اجتہاد سے کوئی ایک فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ لیکن یہ صورت تو صریحاً مفقود ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا حکم موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی تعمیل کرنا ثابت۔

مشورہ کی ضرورت

ایسا ہی یہ کہنا بھی بالکل بے جا ہوگا۔ کہ اس زمانہ میں مشورہ کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اگر ضرورت نہ ہوتی۔ تو خدا تعالےٰ اس کے متعلق حکم ہی نہ دیتا۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مجلس شوریٰ کا انعقاد کرتے۔ پس ضرورت بھی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ کسی مجلس میں کوئی عورت نمائندہ ہو کر پیش نہیں ہوئی۔ پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے "کہ اس معاملے میں دونوں کا حق یکساں ہے"۔

نص صریح

یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورتوں کے حق نمایندگی کے متعلق کوئی "نص" نہیں۔ مگر میں نہیں جانتا کہ قائل کی "نص" سے مراد کیا ہے؟[1] کیونکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد تمام خلفاء کے نمونہ اور طرز عمل کو بطور نص ہی سمجھتا ہوں۔ بلکہ شریعت کے اکثر مسائل کا سمجھنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر ہی موقوف ہے۔ ہم اقیموا الصلوٰة کے معنے ارکان مخصوصہ محض حضور کے طرز عمل ہی کو دیکھ کر کرتے ہیں۔ پس رسول خدا کا اور آپ کے بعد خلفا کا نمونہ ہمارے لئے ہر معاملہ میں حجت قطعی کا حکم رکھتا ہے۔ اور میں یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ بمطابق حکم شاورھم فی الامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجلس شوریٰ قائم کرنا اور صرف مردوں ہی کو نمائندہ بنانا عورتوں کو علی الدوام ان مجالس سے علیحدہ رکھنا اور ایک دفعہ بھی شامل نہ کرنا زبردست نص اور قطعی دلیل ہے اس امر کی۔ کہ عورتوں کو حق نمائندگی شرعاً حاصل نہیں ہے۔

حق نمائندگی کے متعلق احساس

مضمون میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "پہلے عورتوں میں بوجہ کم علمی کے یہ احساس (حق نمائندگی لینے کا) ہی نہ تھا۔ اب ہو گیا ہے" لیکن میں یقین بھرے دل سے کہتا ہوں کہ صحابیات جیسی شریعت اور علم دینیات سے باخبر اور جری اور بہادر خواتین۔ بالخصوص ازواج مطہرات امہات المومنینؓ کے متعلق "کم علمی" کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر اگر اس وقت عورتوں کو "بوجہ کم علمی کے یہ احساس نہ تھا" تو فرقۂ نسوان کے شفیق و مہربان نبیؐ کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں انہیں یہ حق نہ دیا۔ ایک مثال ہی قائم کر جاتے۔

عورتوں کا مجالس میں آنا

یہ کہنا۔ کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عورتوں کا مجالس میں آکر رائے پیش کرنا امن عامہ کے خلاف تھا" بلا دلیل ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے تربیت یافتہ صحابہ کی مجلس میں برعایت پردہ اگر امہات المومنین آکر رائے پیش کر دیتیں۔ تو کونسے امن عامہ کے خلاف تھا۔ اور میں پوچھتا ہوں۔ آج کیونکر عورتوں کا مردوں کی مجالس میں آکر رائے پیش کرنا امن عامہ کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں۔ زمانۂ نبوی کی نسبت آج زیادہ امن عامہ کا خطرہ ہے۔ اگر کہا جائے کہ پردے وغیرہ کا انتظام ہو سکتا ہے تو کیا اس وقت یہ انتظام نہ ہو سکتا تھا۔

غیر متعلق مثالیں

اس مضمون میں متنازعہ فیہ امر کے لئے ایک مثال بھی پیش نہیں کی گئی۔ صرف دو تین ایسی مثالیں پیش کی ہیں جنہیں زیر بحث امر سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ کیونکہ انفرادی طور پر عورتوں سے مشورہ لینے میں کسی کو بھی انکار نہیں۔ بلکہ انکار اس امر سے ہے کہ عورتیں ایسی مجلس شوریٰ میں بطور نمائندہ پیش ہوں جو خلیفۂ وقت کے ماتحت۔ دینی و دنیوی پہلو کے متعلق فیصلوں میں رائے دیتی ہو۔ بھلا بیان کردہ مثالوں میں حضرت ام سلمہؓ حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ و بریرہؓ کس مجلس میں کن کی طرف سے نمائندہ منتخب ہو کر پیش ہوئی تھیں۔ پس ان مثالوں سے اگر کچھ ثابت

---

[1] آئینہ کمالات اسلام میں حضرت مسیح موعود نے آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد کو وفات مسیح کے لئے "نص" قرار دیا ہے جس سے "نص" کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

ہوتا ہے۔ تو صرف یہ کہ بعض معاملات میں نبی یا خلیفۂ وقت عورتوں سے مشورہ لے سکتا ہے وھو مسلّم لا نزاع فیہ مطلقاً

حق نمائندگی اور انفرادی مشورہ میں فرق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود ان دونوں باتوں میں فرق ظاہر فرمایا ہے یعنی یہ کہ متذکرہ بالا مجلس شوریٰ کی ممبری اور اس میں نمائندگی کرنا اور بات ہے اور عورتوں سے انفرادی طور پر مشورہ لینا بالکل امر دیگر ہے چنانچہ حضور مجلس شوریٰ کے لئے چند اصول اور قواعد کا ذکر کرتے ہوئے قاعدہ ۱۳ میں فرماتے ہیں:۔

"عورتیں مجلس شوریٰ کی ممبر نہیں ہو سکتیں لیکن جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ تمام ایسے مسائل میں جو ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ یا جن میں وہ برابر کی شریک ہیں۔ خلیفۂ وقت کو چاہیئے۔ کہ چیدہ عورتوں سے بھی مشورہ لے۔ جس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں اور بعض دوسری عورتوں سے مشورے لئے ہیں"۔ رپورٹ مجلس مشاورت سنہ ۱۹۲۴ء صفحہ ۶۲ +

یاد رہے یہ قاعدہ مجلس شوریٰ میں پیش نہیں ہو سکا تھا۔ اور اس کے متعلق حضرت اقدس نے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تھا میں یہ عبارت صرف اس لئے نقل کی ہے تا ناظرین سمجھ سکیں۔ کہ مجلس شوریٰ کی ممبری اور شے ہے اور عورتوں سے مشورہ لینا دیگر شے ہے پس بغیر اس کے کہ انہیں مجلس شوریٰ میں حق نمائندگی دیا جائے ان کے مفید مشوروں اور نیک صلاحوں سے ہم محروم نہیں رہ سکتے۔ جبکہ ان کے مشورے انفرادی طور پر خلیفۂ وقت یا اپنے عزیز و اقارب کے ذریعہ قوم تک پہنچ سکتے ہیں +

حضرت مسیح موعودؑ اور عورتوں کا حق نمائندگی

پھر ہمارے زمانے کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کبھی ایسی کمیٹی کا ممبر کسی عورت کو مقرر نہیں کیا۔ جو قومی معاملات پر غور کرنے کے لئے بٹھائی گئی ہو۔ حتیٰ کہ حضرت ام المومنین کو بھی کبھی کسی مجلس میں نمائندگی کا حق نہ دیا۔ پس اس "خاص زمانے" میں بھی۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ "آج سے تیرہ سو برس قبل پر اسے قیاس نہ کرو"۔ بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم" اور "بیان شریعت" کرنے والے نے عورتوں کو اس دائرہ عمل میں شامل نہیں کیا۔

عورت اور مرد کا دائرہ عمل

علاوہ ازیں عقلاً بھی عورتوں کے لئے ایسی مجالس میں شامل ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ جب ہم مرد اور عورت کے مشاغل ان کے ذہنی و جسمانی قویٰ اور ان کے فرائض وغیرہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں بیّن طور پر ان میں فرق نظر آتا ہے۔ اور دنیا کا تجربہ و مشاہدہ بتا رہا ہے کہ مرد اور عورت کا دائرہ عمل جدا جدا ہے یعنی گھر کا کاروبار۔ امور خانہ داری۔ بقائے نسل آدم۔ بچوں کی پرورش۔ بوڑھوں اور ضعیفوں کی خبر گیری وغیرہ کام عورت سے متعلق ہیں۔ اور گھر کی چاردیواری کے باہر یعنی بیرونی دنیا سے متعلق تمام کاروبار اور عورت کی تمام حاجات و ضروریات کا تکفل وغیرہ مرد کے فرائض میں سے ہیں۔ پس نہ تو عورت کو اس کے دائرہ عمل سے باہر نکالنا مناسب ہے اور نہ مرد کو۔ کیونکہ اس ادل بدل سے تمام سوسائٹی میں ایک ناگوار تغیر کا رونما ہو جانا یقینی امر ہے سو بہتر ہے کہ نظام قدرت یعنی ازلی اور قدرتی تقسیم عمل کے خلاف نہ کیا جائے۔ ورنہ اگر عورتوں نے مرد کے دائرہ عمل میں دخل دیا۔ تو یقیناً نہ ان کے لئے اور نہ مردوں کے لئے کوئی مفید نتیجہ برآمد ہوگا۔ کیونکہ عورت کے موجودہ فرائض اور حالات قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ کہ اس کو ایسے اہم کام میں دخل دینے کی اجازت دی جائے کیونکہ اسے اپنے فرائض کو چھوڑ کر ایک ناقابل ذکر راستے کی طرف جانا پڑے گا +

رسول کریمؐ کی ایک حدیث

مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یاد آ رہی ہے جو یہ ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان .... امورکم شوریٰ بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا واذا کان .... امورکم الی نسائکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا رواہ الترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۹

یعنی جب تک تم اپنے امور کو باہم مشورہ سے طے کرتے رہو گے تب تک تمہاری زندگی خیر و برکت کا موجب رہے گی۔ اور جب تمہارے امور کی مشیر عورتیں ہو جائیں۔ تو پھر تمہارا صفحہ ہستی سے مٹ جانا بہتر ہوگا۔ اور سطح زمین پر قائم رہنے کی کچھ حاجت نہ رہے گی۔ اس کا صاف یہی مفہوم ہے کہ جب عورتوں نے مردوں کے دائرہ عمل میں قدم رکھا۔ تو زندگی کا اصل مقصد جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور جسکو پورا کرنے اور پورا کرانے کے لئے "امت مسلمہ" کا وجود ضروری ہے یقیناً فوت ہو جائے گا پس اس دن سے پھر مسلمانوں کا وجود غیر ضروری ہو جائے گا۔ لہذا ان کیلئے موت بہتر ہوگی +

پس میں تو کہتا ہوں کہ اگر بفرض محال عورت کا حق نمائندگی جواز کا پہلو بھی رکھتا۔ تو بھی اسے علیحدہ رکھنا ہی بہتر ہوتا۔ کیونکہ اس میں کیا شبہ ہے کہ مرد بہ نسبت عورت کے اس کام کے زیادہ اہل ہیں۔ اور ان سے بدرجہا بہتر طریق پر سرانجام دے سکتے ہیں +

خدا تعالیٰ کا قول

عورت اور مرد کی تقسیم عمل کے متعلق علاوہ اللہ تعالیٰ کے فعل کے اس کا قول بھی شاہد ہے ...... چنانچہ فرمایا۔ الرجال قوامون علی النساء۔ کہ مرد عورتوں کے نگران اور ان کے تمام امور کے متولی اور مصلح ہیں۔ پس عورت اپنے دائرہ عمل میں مرد کی تولیت میں ہے۔ اس کو اس سے باہر نکالنا اس کی زندگی کو خطرے میں ڈالنا ہے۔

ایک ضروری بات

آخر میں ایک بات کا ازالہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو حق نمائندگی نہیں ملنا چاہیئے۔ تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہم عورتوں کی تحقیر یا توہین کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ حاشا و کلا۔ بلکہ ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ اصول "تقسیم عمل" کی پابندی کرنی چاہیئے۔ یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کے لئے جدا جدا دائرہ عمل مقرر کیا ہے پس دونوں میں سے کسی کو بھی دوسرے کے دائرہ عمل میں قدم نہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اس میں قابلیت و ناقابلیت کا سوال بھی نہیں ہے۔ صرف کام کی تقسیم ہے جو قدرت نے خود کر دی ہے۔ اسی امر کیطرف خدا تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے لا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علیٰ بعض سورۃ نساء آیت ۳۶۔ کہ تم میں سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کام مقرر کئے گئے ہیں۔ سو اپنے دائرے میں بعض کام مردوں کے لئے باعث فضیلت ہیں۔ اور بعض عورتوں کے لئے موجب زینت۔ سو تم میں سے کوئی کسی خاص بات کی وجہ سے دوسرے کے دائرے میں گھسنے کی خواہش نہ کرے۔ کیونکہ وہ امور اپنے اپنے دائرے میں اسی صنف کے لئے موجب زینت ہیں۔ دوسرے کے لئے نہیں +

خاکسار تاج الدین لائلپوری (مولوی فاضل) قادیان

دونوں سے

بھائی پیغام صلح کے اڈیٹر تم بھی عجیب سادگی اور نسیان سے بھرے ہوئے ہو۔ میاں تم جانتے ہو کہ قادیانی لوگ غریب مسلمانوں کی کروڑوں کی جماعت اعظم کو ناحق کافر کہہ کر خود کافر بن چکے ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب جیسے بزرگ حکم دے چکے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ تو پھر تم ناحق دو مسلمان فریق والا الہام اپر چسپاں کر کے ہمارے لاہوری بھائیوں کو شرمندہ کرانے کے لئے خود ہی تسلیم کرتے ہو۔ کہ قادیانی بھی مسلمان ہیں۔ خدا کے واسطے ایسی غلطیاں نہ کیا کرو۔ جن کے سبب جناب امیر کو بھی شرمندہ ہونا پڑے + اور اڈیٹر الفضل بھی عجیب آدمی ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ لاہوریوں نے خلیفہ اول کی اطاعت کی۔ اور خلیفہ ثانی سے بغاوت کی۔ مناجب آپ کو معلوم ہی کیا ہے۔ لاہوری تو ایسے دانا ہیں۔ کہ وہ شروع سے خلیفہ اول کے بھی مخالف اور باغی ہی تھے۔ مگر مولوی صاحب بہ سبب پرانا اور بوڑھا آدمی ہونے کے اپنا اثر اور رسوخ جما چکے ہوئے تھے۔ اس واسطے ذرا خاموشی سے کام لیا گیا۔ ورنہ یہاں تو نہ کوئی خلافت کا قائل نہ کسی کی امارت کو ماننے والا +

راقم ایک خیر خواہ

الفضل۔ خیر خواہ صاحب کی خیر خواہی کا شکریہ لیکن سوال یہ ہے۔ جبکہ اب حضرت خلیفہ اول تو وصال فرما چکے ہیں۔ کیوں یہ لوگ صاف انکی خلافت کا انکار نہیں کر دیتے۔ تاکسی کو اس بارے میں کوئی غلط فہمی نہ رہے +

اُمّتِ محمّدیہ میں نبوّت

مقدس گھڑی

آج سے چودہ سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے مبارک اجتماع پر جبکہ ارض حرم میں موجودہ زمانہ کے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق جمع تھے۔ ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھدی جائے اور مجھے کہا جائے۔ کہ تم یہ کہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ تو میں اسے کہونگا۔ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ اور ضرور آسکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی ایسی ہے۔ کہ آپ کے ذریعہ سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔" (انوار خلافت صفحہ ۶۵)

"ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں۔ ہزاروں نبی ہونگے۔ اور ایک ایسا انسان جو اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے جو حضرت یحییٰ اور الیاس وغیرہ انبیاء کا تھا۔ وہ نبی بن سکتا ہے۔" صـ۶۲

اس پر گیارہ نومبر کے پیغام صلح میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ایک ایسا مضمون لکھکر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقائد و تعلیمات۔ کے صریح خلاف ہے۔ اپنے اس کرب اور تکلیف کا اظہار کیا ہے جو انہیں کسی نبی کے آنے کے خیال سے ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"خدا جانے وہ کونسی منحوس گھڑی تھی جس میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے بڑے جوش اور جذبہ سے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اگر میری گردن کے دونوں طرف کوئی تلواریں رکھ دے۔ تب بھی میں یہی کہونگا۔ کہ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ نبی آئیں گے۔ اور ہزاروں نبی آئیں گے۔"

معلوم نہیں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے کس عقل و فکر کے ماتحت ان مقدس گھڑیوں کو "منحوس" قرار دیا۔ ممکن ہے۔ ان کی بصیرت کی آنکھ اب تک لاعلمی کے پردہ میں بند ہو۔ اس لئے میں انہیں بتانا چاہتا ہوں۔ وہ منحوس گھڑی نہیں تھی۔ بلکہ مبارک اور مقدس گھڑیاں تھیں۔ فضلوں اور رحمتوں کے نزول کی گھڑیاں تھیں۔ کیونکہ مدینۃ المسیح میں ہزارہا عشاق نبی اس وقت پروانہ وار اکٹھے تھے۔

مقدس وجود

پھر ان کے سامنے وہ مقدس و مطہر وجود تقریر کر رہا تھا۔ جس کے متعلق خدا نے اپنے مسیحؑ کو الہاماً فرمایا۔

"وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔"

پس تقریر کرنے والا خدا کا محبوب اور نہایت پیارا انسان تھا جس کے متعلق خدا کے رسول نے اپنے اشعار میں بھی فرمایا۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ؁ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا۔

مقدس مجمع و مقدس مقام

پھر تقریر سننے والے وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنا جان و مال خدا کے حضور بیچ ڈالا۔ اور اس طرح اس کی ابدی رضا حاصل کر چکے تھے۔ پھر یہ تقریر اس مقام اور بابرکت مقام میں ہو رہی تھی۔ جسے ایک نبی کی تخت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پس ایسے مبارک اجتماع کے موقع پر ایسے عظیم الشان انسان کے مونہہ سے نکلے ہوئے پاک الفاظ کے متعلق یہ کہنا کہ

"خدا جانے وہ کونسی منحوس گھڑی تھی۔" حد درجہ کی قابل افسوس بات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ

ڈاکٹر صاحب نے اپنے ان الفاظ میں نہ صرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات والاصفات پر حملہ کیا ہے۔ بلکہ حقیقتاً اس حملہ کا پہلا وار انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس ذات پر کیا ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ظاہر فرمایا۔ آپ کا ایجاد کردہ نہیں۔ بلکہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی بیان فرمودہ ہے۔

حضور نے ڈاکٹر ڈوئی کے مقابلہ میں جو اشتہار شائع کیا۔ اس میں لکھا تھا۔

"اے قادر اور کامل خدا۔ جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اور ظاہر ہوتا رہے گا۔ یہ فیصلہ جلد کر۔ اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۷۲)

کیسے صاف الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں پر ظاہر فرما دیا۔ کہ خدا کے انبیاء کا سلسلہ جس طرح ہمیشہ سے دنیا میں جاری رہا۔ اسی طرح ہمیشہ جاری رہے گا۔ پس سوچو۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کرتے ہوئے یہی الفاظ فرما دیئے۔ تو کونسا ایسا جرم کیا۔ جس پر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آپے سے باہر ہوگئے۔

پھر لیکچر سیالکوٹ پڑھ کر دیکھو۔ اس میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اسی عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"یہ دعا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ پس جبکہ خدا تمہیں تاکید کرتا ہے۔ کہ پانچ وقت یہ دعا کرو۔ کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں۔ وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہذا ضرور ہوا۔ کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ تک پہنچانے کیلئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں۔ جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔" صـ۳۲

اب اگر "آمدِ انبیاء" کا عقیدہ نعوذ باللہ غلط عقیدہ تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں تحریر فرمایا۔ "ضرور ہوا۔ کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ تک پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں۔"

پھر "حقیقۃ الوحی" میں فرماتے ہیں۔

"اللہ جلّشانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" صـ۹۷

اسی طرح "ایک غلطی کا ازالہ" میں فرماتے ہیں۔

"یہ ضرور یاد رکھو۔ کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رو سے انبیاء علیہم السّلام نبی کہلاتے رہے۔" (صـ۳ حاشیہ)

اس جگہ الفاظ "منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں" پر غور کیجئے۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا "نبوتیں" کہنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کے بعد بھی خدا کے انبیاء ضرورت حقہ پر مبعوث ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ "نبوتوں" کا اطلاق ایک سے زیادہ انبیاء کی نبوتوں پر ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کہ ایک نبی پر۔

اسی طرح تجلیات الٰہیہ میں حضور فرماتے ہیں۔

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" صـ۲۵

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو فرماتے ہیں۔

"ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھیرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھکر کہتے ہیں۔" (بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

مگر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور دوسرے غیر مبایعین اس سلسلۂ نبوت سے اسلام کو بکلی محروم رکھتے۔ اور اسطرح اپنے قول سے اسلام کے مردہ ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ ونعوذ باللہ منھا

پس ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "خدا جانے وہ کونسی منحوس گھڑی تھی"۔ نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح پر بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر خطرناک حملہ ہے۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ امت محمدیہ میں انبیاء ضرورت پر مبعوث ہو سکتے ہیں۔

اور دروازہ نبوت ہرگز بند نہیں۔

بہائی فتنہ

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں "میاں صاحب نے کہنے کو تو کہدیا۔ مگر اس کے بُرے نتائج اب دیکھو کیا کیا رنگ لاتے ہیں۔ نبوت کے اس اجراء کے عقیدہ نے سب سے پہلے انکی جماعت میں بہائیوں کا فتنہ برپا کیا"

کتنی بڑی مغالطہ دہی ہے۔ گویا ڈاکٹر صاحب کے نزدیک ہماری طرح بہائی بھی اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ اور وہ بھی بعثت انبیاء کے معتقد۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب اگر بہائیوں کی تحریرات پڑھیں تو انہیں صاف نظر آجائے۔ کہ بہائی نبوت کا دور ختم کر چکے۔ اور اب وہ کسی نبی کے آنے کے قائل ہی نہیں۔ دیکھو بہائی ایڈیٹر لکھتا ہے۔

(۱) "اہل بہا نبوت کو ختم مانتے ہیں۔ اور حضرت بہاء اللہ کو نبی رسول نہیں کہتے" کوکب ہند جلد ششم نمبر ہفتم ص۳۶

(ب) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں۔ یہ آیت کے صاف معنی ہیں۔ یہی جمہور اسلام مانتے ہیں۔ اہل بہاء بھی اس سے متفق ہیں۔ اور پوری صفائی سے کہتے ہیں کہ بیشک جس چیز کا آغاز ہے۔ اس کا انجام بھی ہے قد جعل الله لكل شيء قدرًا۔ دور نبوت پہلے نبی سے شروع ہو کر آخری نبی پر ختم ہو گیا" کوکب ہند جلد ۶ ص۲

(ج) "اہل بہاء کا عقیدہ ہے کہ دورۂ نبوت ختم ہو گیا۔ اب مظہریت (اوتار) اور ولایت (ربوبیت) کا زمانہ ہے۔ جس کے مدعی جناب بہاء اللہ ہیں۔ شاطرات البہیہ ص۲۸ (اخبار اہلحدیث ۱۵ ار جون)

(د) "کلام الٰہی اور احادیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ اب نبوۃ اور رسالت کا دورہ نہیں ہے۔ بلکہ ربوبیت اور الوہیت کا دورہ ہے" المعیار الصحیح ص۶۶ مصنفہ سید مصطفےٰ رنگون۔

غرض جبکہ اہل بہاء اجرائے نبوت کے قائل ہی نہیں۔ تو سوچو کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا یہ قول کس قدر بے معنی نظر آتا ہے کہ "نبوت کے اس اجراء کے عقیدہ نے سب سے پہلے انکی جماعت میں بہائیوں کا فتنہ برپا کیا"

عقائد احمدیہ اور عقائد بہائیہ میں اختلاف

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:-

"قادیانی اور بہائی دونوں کے عقائد میں اس قدر مماثلت۔ اور مشابہت ہے۔ کہ کسی ایک کے عقیدہ کی اشاعت کرو۔ دوسرا فریق یہ سمجھتا ہے کہ یہ میرے عقائد ہیں"

کتنی بڑی غلط بیانی اور کیسی ناپاک دھوکہ دہی ہے کون نہیں جانتا۔ بہائی اصول دین یہ ہیں کہ قرآن منسوخ۔ بہاء اللہ خدا۔ قیامت سے مراد باب اور بہاء اللہ کا زمانہ۔ قبلہ عکہ نہیں بلکہ عکا۔ بہاء اللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل و برتر۔ مگر احمدیہ عقائد ان کے بالکل برعکس۔ اب ان دونوں عقائد کو آپس میں مشابہ قرار دینا دراصل نور اور ظلمت کو اکٹھا کرنا ہے۔ جو کہ بالکل ناممکنات میں سے ہے۔ اور جسے غالباً ڈاکٹر صاحب کی عقل ہی تجویز کر سکتی ہے۔

بہائیوں کی منافقت

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں "محمود دی بزرگ کہتے ہیں۔ کہ وہ پہلے سے بہائی تھے۔ ہم میں آکر مل گئے تھے۔ میں کہتا ہوں۔ یہ ایک محض دعویٰ ہے جس پر کوئی دلیل نہیں۔ خواہ مخواہ کی بدظنی ہے جو ممنوع ہے"

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ محفوظ الحق علمی جو اپنے دونوں دوستوں کی گمراہی کا باعث ہوا۔ در پردہ بہائی مذہب رکھتا تھا۔ اور اُس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو شروع شروع میں ہی بعض دوستوں نے بذریعہ خطوط اطلاع بھی دے دی تھی۔ مگر حضور نے اس وقت حسن ظنی سے کام لیا۔ اور اطلاع دینے والوں کی اطلاع پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ مگر آخر حقیقت واضح ہو گئی۔ اور اُسے فاخرج کا حکم سُنا دیا گیا۔ پس ہم بدظنی سے کام نہیں لیتے۔ واقعہ یہی ہے۔ کہ اہل بہاء کو اپنا مذہب چھپائے رکھنے کی تعلیم دیگئی ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ اپنے ایک مبلغ کو حکم دیتا ہے استر ذھبك وذھابك ومذھبك بہجۃ الصدور ص۸۳ یعنی جہاں جاؤ۔ اپنی دولت۔ اپنا سفر۔ اور اپنا مذہب ہمیشہ چھپائے رکھو۔

اسی طرح عبدالبہاء۔ اہل بہاء کو حکم دیتا ہے۔ "پردہ دری ننمائید۔ بحکمت صحبت کنید و با ہرکس صحبت مدارید بنفوس مستعدہ مکالمہ کنید و از عقائد صحبت ندارید" مکاتیب جلد ۳ ص۲۴۴ پردہ دری نہ کرو۔ لوگوں کے ساتھ ہوشیاری سے بات چیت کرو۔ اور اپنے عقائد کا کسی سے ذکر نہ کیا کرو۔

"مسائل حکمیہ را اساس مذاکرہ قرار دہید۔ نہ عقائد را" مکاتیب جلد ۳ ص۴۹۶ یعنی لوگوں سے گفتگو کرتے وقت اِدھر اُدھر کی باتیں کرو۔ مگر اپنے عقائد کا اظہار نہ کرو۔ پس اسی تعلیم کے ماتحت احمدیت کے لباس میں اس نے لوگوں کو گمراہ کرنا چاہا۔ مگر خدا نے جلد ہی اُسے بکڑا۔ اور اس کا اندرونہ لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ چنانچہ بہائیوں کی اسی منافقانہ رُوح کا اقرار امیر غیر مبایعین جناب مولوی محمد علی صاحب بھی اپنے ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں ایک مضمون کے ذریعے کر چکے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:-

"اس مذہب کے مشنریوں نے عوام الناس کو دھوکہ میں ڈالنے کیلئے عجیب نفاق اور دو رنگی کی طرز اختیار کی ہوئی ہے۔ انکی اصل حالت یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں جاتے ہیں تو وہاں اُن میں اپنے حال و قال کو مسلمانوں کا سا ظاہر کرتے ہیں۔ اور انکے سامنے شعار اسلامی ادا کرتے ہیں۔ اور اس بھیس میں ہو کر اُن لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں اور اپنی مخفی تعلیمات کو ایسے طریق سے لوگوں کے دلوں میں جانشین کرتے ہیں کہ وہ معلوم ہی نہیں کر سکتے"

"ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ ایک بابی یہاں بھی آیا تھا۔ اور وہ کئی دن تک برابر نمازیں اور جمعہ ہمارے ساتھ پڑھتا رہا۔ حقیقت میں یہ ایک منافقانہ سلسلہ ہے جس میں حقیقی اور اصلی مسائل سے لوگوں کو عام طور پر بے خبر رکھا جاتا ہے اور اہم مذہبی تالیفات کو پبلک کی نظر سے مخفی رکھنے میں سعی بلیغ کیجاتی ہے اور اس کے مشنری مسلمانوں میں مسلمان بنکر بود و باش رکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا دھوکا دینے والا طریق ہے جس میں کھلے طور پر عقائد اور مسائل کی تبلیغ کی نسبت بہت زیادہ لوگ اس دام میں پھنس جاتے ہیں" (ریویو آف ریلیجنز ۱۹۱۱ء)

پس اسی منافقانہ رنگ میں اگرچہ وہ کچھ عرصہ ہماری جماعت میں بھی رہے مگر آخر تجلی حق نے اُس بہائی ظلمت کو قادیان سے کافور کر دیا۔ اور اپنے سلسلہ کو ایسے مہلک وجودوں سے خدا نے پاک فرما دیا۔ پس ان تینوں کے بیدین ہو جانے سے ہمارے عقائد صحیحہ پر ہرگز کوئی الزام نہیں آسکتا۔ کیونکہ ہمارے اب بھی وہی عقائد ہیں پس ڈاکٹر صاحب کا بہائیوں کے وجود کو اجرائے نبوت کے عقیدہ کے مضرات میں پیش کرنا ہرگز صحیح نہیں جبکہ بہائی اجرائے نبوت کے قائل ہی نہیں۔ اور شائد یہی وجہ ہے کہ غیر مبایعین میں مولوی عبداللہ وغیرہ بہائیت کی ثناخوانی کرتے ہوئے موجود ہیں۔

نبی بغیر کتاب

ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ نبوت پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے ایک ایسی بات تحریر کی ہے۔ جو آیات قرآنی کے صریح خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے بھی بالکل مخالف ہے آپ لکھتے ہیں۔

"جب نبوت کا اجراء مان لیا گیا۔ تو پھر شریعت سابقہ کی تنسیخ و ترمیم بھی کیوں نہ مان لیجائے۔ جب نبی آئے گا اور وحی نبوت نازل ہوگی۔ تو پھر اس سے صاف ثابت ہے کہ ابھی نبوت کا کام باقی ہے اور بندوں کو مالک کیطرف سے ہدایت اور احکام کی ابھی ضرورت باقی ہے"

حالانکہ قرآن مجید سے صاف طور پر ثابت ہے کہ نبی کے لئے کتاب لانا یا احکام سابقہ کی ترمیم و تنسیخ کرنا ہرگز ضروری نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ انبیاء بنی اسرائیل جو ہماری کامل فرمانبردار تھے یہود کیلئے فیصلہ کیا کرتے تھے۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ بنی اسرائیل میں سینکڑوں انبیاء ایسے آئے ہیں جنکے پاس تورات کے علاوہ علیحدہ کوئی کتاب نہیں تھی پس کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ نبوۃ کے لئے نئی شریعت کا لانا لازمی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

(۱) "نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیگئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اسکے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸

(ب) "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جسکے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ ص۴)

(ج) "بعد تورات کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں آئے کہ کوئی کتاب اُنکے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا اُنکے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دُور پڑ گئے ہوں پھر انکو تورات کے اصل منشاء کی طرف کھینچیں" (شہادۃ القرآن ص۴۳)

(د) "بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کیطرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(ہ) حضور مسیح ناصری کی نسبت فرماتے ہیں:- وانما عیسیٰ ھو من خدام الشریعۃ الاسرائیلیۃ ومن انبیاء سلسلۃ

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ایک محقق صاحب

اخبار پیغام صلح ۷ نومبر ۱۹۲۹ء میری نظر سے گذرا۔ جس میں ایک صاحب منشی عبد الرحمٰن ریڈر محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی طرف سے روئداد مناظرہ جو جماعت احمدیہ اور غیر مبائعین کے درمیان ۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو ہوا۔ زیر عنوان "قادیانی فریق کے عقائد باطلہ کی دھجیاں فضائے آسمانی میں" شائع ہوئی۔ یہ رپورٹ ایک ایسے شخص کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ جو بظاہر اگرچہ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ ان کو فریقین میں سے کسی فریق سے تعلق نہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محض ایک محقق انسان بتاتے ہیں۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ یہ صاحب پیغامیوں کے ہم خیال ہیں۔ کئی لوگ پیغامی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تقیہ سے بھی کام لے لیتے ہیں۔ اور کوئی عجب نہیں۔ منشی صاحب نے بھی تقیہ سے کام لیا ہو۔ اور اپنے متعلق یہ ظاہر کیا ہو۔ کہ مجھے ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ رپورٹ دراصل پیغامی جماعت کے مناظر یا کسی ان کے سرکردہ نے مرتب کرا کے منشی عبد الرحمٰن صاحب کے نام پر بوجہ ان کے آزاد خیال ہونے کے جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے۔ شائع کرا دی ہو۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے۔ کہ لوگوں کو دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ مگر اس علیم بذات الصدور خدا کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ مگر چاہئے یہی تھا۔ کہ پیغامی گروہ اپنی رپورٹ اپنے اخبار میں اپنے نام پر شائع کراتا۔ نہ کہ ایک ایسا شخص جس کو نہ مذہبی لحاظ سے اور نہ ہی فرقہ بندی کے لحاظ سے ان کے ساتھ تعلق ہے۔ وہ ان کی کارگذاری یا رپورٹ ان کے اخبار میں اپنے نام پر شائع کرانے کی زحمت اٹھاتا۔

دیانتداری کا خون

خیر ہمیں اس سے بحث نہیں۔ جس نے بھی یہ رپورٹ مرتب کی ہے۔ اس نے راستی۔ دیانتداری اور تقویٰ کا نہایت بیدردی سے خون کیا ہے۔ اور اپنے اندرونہ کا خوب اچھی طرح سے اظہار کیا ہے۔ اس رپورٹ کی ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ سے کینہ۔ بغض اور عناد کی بدبو آ رہی ہے۔ اور تعصب اور ضد کی آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ اگر یہ مراسلہ جو کذب بیانی اور افترا پردازی پر مبنی ہے۔ واقعی منشی عبد الرحمٰن صاحب نے لکھ کر پیغام بلڈنگ میں برائے اشاعت بھیجا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ انہوں نے سیالکوٹ کے پیغامی گروہ کی تسلی کے لئے ان کی پیٹھ ٹھونکی ہے۔ اور جہاں انہوں نے اپنے آپ کو غلط فہم ظاہر کر کے اپنے پہلے خیالات کی جنہیں وہ اخبار الفضل ۲۵ جون ۱۹۲۹ء میں شائع کرا چکے ہیں۔ تردید کی ہے وہاں پیغامی گروہ کی رنجیدگی خاطر کو رفع کر کے ان کی خوشنودی حاصل کر لی ہے۔

غلط بیانی

منشی صاحب لکھتے ہیں۔ "میرا مضمون متعلق جلسہ سیالکوٹ جو لاہوری جماعت نے منعقد کیا تھا۔ شائع ہوا تھا۔ اس میں میں نے لاہوری جماعت کے خلاف خیالات کا اظہار کیا تھا۔ دراصل میرا وہ خیال صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ یکطرفہ بنا پر مبنی تھا۔ اب جبکہ واضح طور پر فریقین کے دلائل کو سنا ہے۔ اور موازنہ کیا ہے۔ تو اس خیال کو غلط سمجھتا ہوں۔ اور ایک محقق انسان کی حیثیت میں اعلان کرنے میں تامل نہیں کرتا۔ کہ میرا وہ خیال غلط فہمی پر مبنی تھا"۔ مگر ان کا یہ کہنا کہ میرا پہلا خیال یکطرفہ بنا پر مبنی تھا۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اگر ان کے پہلے خیالات جن کو اخبار الفضل میں شائع کرا چکے ہیں۔ یکطرفہ بنا پر مبنی ہے۔ تو پھر لازمی طور پر ان کے خیالات لاہوری جماعت کی تائید میں ہونے چاہئے تھے۔ نہ کہ ان کے خلاف۔ کیونکہ ان کے سامنے اس وقت ہمارے خلاف زہر اُگلا گیا تھا۔

جواب پیش کیجئے

منشی صاحب فرماتے ہیں۔ سید مدثر شاہ صاحب نے ان ۹ آیات پیش کردہ کے وہ دندان شکن جوابات دیئے۔ کہ مناظر قادیانی ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ لیکن طرفہ یہ کہ باوجود سید صاحب پیغامی مناظر پر بے حد قربان اور نثار ہونے کے پھر بھی ان کے وہ دندان شکن جوابات شائع کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ جن سے گھبرا کر بقول ان کے قادیانی مناظر ہاتھ پاؤں مارتا رہا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ یا تو انہوں نے بڑی دریا دلی سے جھوٹ بولا ہے۔ یا پھر اپنا مراسلہ لکھتے وقت پیغامی مناظر کے ان دندان شکن جوابات کو جو انہوں نے مولوی اللہ دتا صاحب فاضل کے دلائل توڑنے کے لئے دیئے تحریر کرنا بھول گئے۔ خیر اگر منشی صاحب اس وقت بھول گئے ہوں۔ تو کیا وہ اب بتانے کے لئے تیار ہیں کہ پیغامی مناظر نے کونسے دندان شکن جوابات دیئے تھے۔ میں دعوے کرتا ہوں۔ کہ وہ ایک جواب بھی پیش نہ کر سکیں گے۔ اور کر بھی کیسے سکتے ہیں۔ جبکہ پیغامیوں کے چوٹی کے مناظر سے کوئی جواب بن ہی نہ آیا۔ مولوی اللہ دتا صاحب فاضل نے بار بار بڑی تحدی سے جوش اور غیرت دلانے والے الفاظ میں ان ۹ آیات کے جوابات کی طرف توجہ دلائی۔ مگر کوئی جواب ہوتا۔ تو سید صاحب اس طرف توجہ فرماتے۔ وہ بیچارے تو گھر سے ہی لمبی چوڑی تحریر لکھ کر لائے ہوئے تھے۔ جسے ہر بار پڑھتے رہے۔ اور ان کو معلوم ہی نہ تھا۔ کہ کوئی دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے مجھ پر وار کر رہا ہے۔ میں اس طرف بھی توجہ کروں۔

منشی صاحب فرماتے ہیں۔ مناظر قادیانی گھبراہٹ سے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ مگر منشی صاحب معلوم نہیں۔ اس وقت کہاں تھے۔ جبکہ پیغامی مناظر پر یہ عالم چھایا ہوا تھا۔ کہ جھنجھلا کر بول اٹھے۔ میں آئندہ وقت اس ہال میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ پھر جبکہ پیغامی مناظر نے دیکھا۔ کہ اب چاروں طرف سے مسئلہ ختم نبوۃ کی بحث میں میرا ناطقہ بند ہو رہا ہے تو اصل موضوع کو چھوڑ کر نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بحث شروع کر دی۔ پھر جب اس مسئلہ میں بھی تعاقب کیا گیا۔ تو ایک اور چال چلی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ دوران مناظرہ میں ٹریکٹ تقسیم کرنے شروع کر دیئے۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ ان کے اپنے بعض آدمیوں نے اپنے مناظر کی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے تسلیم کیا۔ کہ ہمارا مناظر بالکل رہ گیا ہے۔

زیر بحث مسئلہ کیا تھا

پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ پہلی تقریر مناظر قادیانی کی طرف سے ہوئی۔ کیونکہ وہ اس بات کے مدعی تھے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ وہ نبوت ہے۔ جو انبیائے سابقین علیہم السلام کو عطا ہوئی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ مولوی صاحب نے تقریر شروع کرنے سے پیشتر کئی بار اس بات کو واضح کیا۔ کہ ہم ایسی نبوت کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر براہ راست ملا کرتی تھی۔ یا شریعت والی نبوت۔ بلکہ ہم ایسی نبوۃ کے اجراء کے قائل ہیں۔ جو غیر تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے امت محمدیہ میں ہو کر ملتی ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ کے صفحہ ۲۵ پر فرمایا ہے۔ "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو"۔ پھر آپ اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ پر فرماتے ہیں۔ "خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے شریعت کا حامل قیامت تک قرآن کریم ہے"۔ بلکہ مولوی صاحب نے یہاں تک فرمایا۔ کہ ایسی نبوت کا بند ہونا جو براہ راست ملتی تھی۔ یا شریعت والی نبوت فریقین میں مسلم ہے۔ اس وقت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت غیر تشریعی ثابت کرنا ہے۔ اسی کے ثبوت میں ۹ آیات قرآنیہ بطور دلائل پیش کیں۔ جبکہ منشی صاحب موصوف خود بھی یہ تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب اس بات کے مدعی تھے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت یعنی تشریعی نبوت جاری ہے۔ ہاں اگر ایسی نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ملتی ہے۔ اور امت محمدیہ میں ہو کر ملتی ہے۔ ناقص نبوت ہے۔ تو پھر واقعی ہم حقیقی نبوت کے قائل ہیں۔ مگر یہ لوگ یعنی پیغامی اور دیگر مسلمان تو حقیقی نبوت کی تعریف تشریعی نبوت کرتے ہیں۔ اور اس کے ہم ہرگز مدعی نہیں ہیں۔

اور نہ ہی مولوی صاحب نے دعوے کیا تھا۔ کہ ایسی نبوت کے اجراء کے ہم قائل ہیں ؛

حقیقی نبوت سے کیا مُراد ہے

پھر فرماتے ہیں۔ قادیانی مناظر نہ کوئی آیت قرآنی نہ حدیث صحیحہ اور نہ ہی قول مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اس بات کے ثبوت میں پیش کر سکا۔ کہ انبیائے سابقین علیہم السلام کی سی حقیقی نبوت کا دروازہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کھلا ہے۔ اگر تو ان کی انبیائے سابقین کی سی حقیقی نبوت سے مراد تشریعی نبوت ہے۔ تو پھر مولوی صاحب کو ضرورت ہی نہ تھی۔ کہ اس بات کے ثبوت میں کوئی آیت۔ حدیث یا قول حضرت مسیح موعودؑ پیش کرتے۔ اور اگر اس سے مراد غیر تشریعی نبوت ہے۔ تو پھر ایک طرف تو خود قائل ہیں۔ کہ مولوی صاحب نے نَو آیات قرآنیہ پیش کیں۔ اور دوسری طرف صاف انکار کرتے ہیں۔ اگر منشی صاحب کو یاد نہیں رہا۔ تو میں بتائے دیتا ہوں۔ پیغامی گروہ اور ان کے معاون منشی صاحب توجہ سے پڑھیں۔ کہ مولوی صاحب موصوف نے یہ دلائل قرآن کریم سے پیش کی تھیں

اجرائے نبوت کا ثبوت قرآن سے

۱۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں مذاہب میں جنگ ہوگی۔ اور فیصلہ کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ اور اس قرنا کے معانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "چشمۂ معرفت" کے صفحہ ۳۱۸ سے یہ پیش کئے۔ کہ "وہ قرنا کیا ہے۔ وہ اُس کا نبی ہے۔ جو اُس کی آواز گویا کر اسلام اور توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا"

۲۔ وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا قرآنی آیت پیش کی۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے معانی تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵ سے یہ پڑھے۔ "اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے"

۳۔ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم ..... "بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ۶۷)

۴۔ اھدنا الصراط المستقیم ..... علیہم "لہٰذا ضروری ہوا کہ خدا تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ تک پہونچانے کے لئے اپنے انبیاء وقتاً فوقتاً بھیجتا رہے" (لیکچر سیالکوٹ صہ۳۲)

۵ ومن یطع اللہ والرسول ..... رفیقا۔ "یہ ضرور یاد رکھو۔ کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ اُن انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلائے ..."

(ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام صہ۱۰۶)

غرضیکہ اس طرح مولوی صاحب نے یکے بعد دیگرے ۹ آیات قرآن کریم سے بطور دلیل اجرائے نبوت غیر تشریعی معہ معانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کیں۔ اور حضرت اقدس کی کتابوں کے حوالجات پیش کئے ؛

اجراء نبوت کا ثبوت احادیث اور الہامات مسیح موعودؑ سے

پھر مولوی صاحب نے مسلم کی روایت پیش کی جہاں مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا پیش کی جس کی تصدیق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سراج منیر اشتہار میں فرمائی ہے۔ نیز انا سید المرسلین الاولین والاخرین۔ ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۲۳۷ سے پیش کی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار" اخبار پیغام صلح ۱۳ اگست ۱۹۱۳ء سے اور وانی علی مقام الختم من الولایۃ کما کان سیدی المصطفےٰ علی مقام الختم من النبوۃ وانہ خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء لا ولی بعدی الا الذی ھو منی وعلی عھدی (خطبہ الہامیہ صہ۳۵) پیش کئے۔ کیا منشی صاحب موصوف ان کا انکار کر سکتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیا اگر ان میں تقویٰ۔ دیانت داری اور راستی کا شائبہ بھی ہے۔ تو بتائینگے کہ سید مدثر شاہ صاحب مناظر پیغامی گروہ نے وہ کونسے دندان شکن جوابات دئے۔ جن کی وجہ سے منشی صاحب اُن پر قربان اور نثار ہو گئے؟

پھر سید صاحب نے ایک غلطی کے ازالہ والی عبارت کہ "میں نے جہاں جہاں نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ وہ تشریعی نبوت ہے" کا کیا جواب دیا پھر مولوی صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵ سے معنی لانبی کے لانبی بعدہ اراد لاینسخ شرعہ پیش کئے۔ اور مجازی نبی کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب خطبہ الہامیہ سے عبارت ختمت بہ نعماء کل زمان وقد ختمت النبوۃ علی نبینا صلعم فلا نبی بعدہ الا الذی نور بنورہ وجعل وارثہ من حضرۃ الکبریا۔ بار بار پیش کی۔ منشی صاحب ایمانداری سے بتائیں۔ کہ پیغامی مناظر نے ان کا کیا جواب دیا

مباحثہ سے فرار کی کوششیں

پھر فرماتے ہیں۔ پہلے وقت کے مناظرہ کے اختتام پر بندہ نے قادیانی اصحاب کے صدر جلسہ میر عبدالسلام صاحب کو اس بات پر منوا لیا کہ دوسرے وقت میں کفر و اسلام پر بحث ہوگی۔ لیکن جب لاہوری جماعت کے صدر جلسہ مولوی عصمت اللہ صاحب نے میر عبدالسلام صاحب سے دریافت کیا۔ کہ کیا بموجب آپ کے ارشاد کے بحث اب کفر و اسلام پر شروع کی جائے۔ تو میر عبدالسلام صاحب نے انکار کر دیا۔ اور یہ کہا۔ کہ مطابق شرائط طے شدہ آج ختم نبوت پر ہی بحث جاری رہے گی۔ اور کل کفر و اسلام پر مناظرہ ہوگا۔ حالانکہ جناب میر عبدالسلام صاحب امیر جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ نے پہلے ہی صاف فرما دیا تھا۔ کہ اگرچہ مطابق شرائط بحث دوسرے وقت میں بھی مسئلہ ختم نبوت پر ہی ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر یہ اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے مسئلہ کو لینگے۔ تو ہم بھی اسی کو اختیار کریں گے۔ چنانچہ مطابق شرائط طے شدہ ہم نے مسئلہ ختم نبوت کو شروع کیا۔ لیکن جب انہوں نے اسے چھوڑ کر نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو معرض بحث میں لے لیا۔ تو ہم نے ان کو نہیں روکا۔ بلکہ وہی راہ اختیار کی اور اب جبکہ یہ اُسے بھی چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اور کفر و اسلام کے مسئلہ کو لینا چاہتے ہیں۔ تو ہم بھی تیار ہیں۔ چنانچہ پیغامیوں کے صدر جلسہ نے اپنی ہوشیاری کو کام میں لا کر فائدہ اٹھانا چاہا۔ اور جناب امیر جماعت احمدیہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ کے ارشاد کے مطابق اب کفر و اسلام کے مسئلہ پر مناظرہ شروع کیا جائے۔ لیکن جناب امیر صاحب نے وہی جواب دیا۔ جو پہلے دیا تھا۔ کہ مناظرہ تو شرائط کے مطابق مسئلہ ختم نبوت پر ہی جاری رہے گا۔ لیکن اگر شیخ مولا بخش صاحب یہ اعلان کر دیں کہ وہ اس مسئلہ کو ادھورا ہی چھوڑتے ہیں۔ تو پھر ہم کفر و اسلام پر بھی بحث کرنے کو تیار ہیں۔ اور اگر شیخ صاحب یہ اعلان نہ کرنا چاہیں تو پھر آج اسی پر مناظرہ ہوگا۔ کل کفر و اسلام پر ہو جائے گا۔ مگر شیخ صاحب نے پہلے تو یہ اعلان کرنے میں قبض محسوس کی۔ بعد میں اعلان کر دیا۔ کہ ہم اسے ادھورا ہی چھوڑتے ہیں۔ اور کفر و اسلام پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ جناب امیر صاحب نے فرمایا۔ ہم بھی تیار ہیں۔ لیکن باوجود اس کے پھر ان کے مناظر نے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہی تقریر شروع کر دی۔ اور پھر ہمیں بھی وہی راہ اختیار کرنی پڑی ؛

اب میں جناب منشی عبدالرحمٰن صاحب کمپراسٹہ کا یا پیغامی گروہ کی رپورٹ کا مختصر جواب لکھنے کے بعد آخر میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے گریبانوں میں مونہہ ڈال کر تھوڑی دیر کے لئے اصل حقیقت پر غور کریں۔ اور خوف خدا کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح نتیجہ پر پہونچنے کی کوشش کریں ؛

خاکسار محمد بشیر سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ

چندہ جلسہ سالانہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے چندہ جلسہ سالانہ کے لئے جو رقوم جماعت وار مقرر فرمائی ہیں۔ وہ اخبار میں شائع ہو چکی ہیں۔ ذیل میں ہر حلقہ کی جماعتوں کی مجموعی رقوم شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اس چندہ کے متعلق حلقہ وار مقابلہ ہو سکے امید ہے ہر ضلع کی جماعتیں اور بالخصوص حلقہ کے صدر مقام کی جماعتیں اس امر کا لحاظ رکھیں گی کہ ان کے حلقہ کی جماعتیں اپنی اپنی رقم پوری کرنے میں پیچھے نہ رہجائیں۔ تا حلقہ وار مقابلہ میں ان کے ضلع کا نمبر دوسروں سے پیچھے نہ رہ جائے۔

فہرست چندہ جلسہ سالانہ حلقہ وار

حلقہ	رقم	حلقہ	رقم
گورداسپور	۴۴۳۶ روپے	ڈیرہ غازیخان	۱۳۰
سیالکوٹ	۱۲۸۷	سنٹگمری	۸۴۶
امرتسر	۵۰۰	فیروزپور	۵۰۰
لاہور	۱۵۰۰	ہوشیارپور	۳۰۰
شیخوپورہ	۲۸۱	جالندھر	۳۵۰
		لدھیانہ	۳۶۷
گوجرانوالہ	۶۴۰	پٹیالہ	۴۰۱
لائلپور	۵۷۸	انبالہ	۱۲۶
سرگودہ شاہپور	۸۱۵	شملہ	۱۰۰
جھنگ	۶۰	دہلی	۲۹۵
گجرات	۸۱۴	جموں	۲۰۰
جہلم	۲۱۲	کراچی	۲۱۰
راولپنڈی	۲۸۰	کوئٹہ	۱۱۵
ایبٹ آباد	۱۶۰	میرٹھ	۱۴۷
کیمبلپور	۳۵۶	مظفرنگر	۵۵
پشاور	۷۳۷	یو۔پی	۲۰۲
کوہاٹ	۲۲۰	آرہ	۱۱۰
بنوں	۸۰	کانپور	۱۵۰
ملتان	۳۰۵	بھاگلپور	۳۶۰

فہرست نومبایعین سنہ ۱۹۲۹ء

۵۵۷ خدا بخش صاحب ضلع لائل پور
۵۵۸ نصو خان صاحب 〃 〃
۵۵۹ ددھو ذ نمال صاحب 〃 〃
۵۶۰ فضل الدین صاحب ضلع گورداسپور
۵۶۱ نیک محمد صاحب 〃 〃
۵۶۲ مولوی خورشید محمد صاحب 〃 〃
۵۶۳ میاں اللہ دتا صاحب 〃 〃
۵۶۴ محمد علی صاحب 〃 〃
۵۶۵ حسین محمد صاحب سابق چرنجی لال قوم کھتری 〃
۵۶۶ احمد خان صاحب 〃 〃
۵۶۷ فضل حسین صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۶۸ غلام محمد صاحب 〃 〃
۵۶۹ عبد الغنی صاحب ضلع گورداسپور
۵۷۰ سید النساء صاحبہ برہمن بڑیہ
۵۷۱ عبد الرحمٰن صاحب میمن سنگھ
۵۷۲ عبد الخالق صاحب پٹنہ
۵۷۳ جان بی بی صاحبہ 〃
۵۷۴ ظاہرہ خاتون صاحبہ 〃
۵۷۵ عبد الامین صاحب میمن سنگھ
۵۷۶ جنت صاحبہ ۔ ضلع لاہور
۵۷۷ مراد علی صاحب ضلع گوجرانوالہ
۵۷۸ محمد حسین صاحب 〃 〃
۵۷۹ نواب بیگم صاحبہ اہلیہ راجہ فتح محمد خان صاحب ۔ بلوچستان
۵۸۰ حمیدہ بیگم صاحبہ ۔ شاہجہان پور
۵۸۱ قاضی امام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۸۲ نیاز قمر قریشی صاحب جگادھری
۵۸۳ محمد اسماعیل صاحب ۔ جیا گوری
۵۸۴ کریمہ خاتون صاحبہ 〃
۵۸۵ قسیم الدین احمد صاحب 〃
۵۸۶ بابر علی صاحب 〃
۵۸۷ جمال الدین صاحب 〃
۵۸۸ اہلیہ صاحبہ عبد الرحیم صاحب الہ آبادی متعلم بی ۔ اے ۔ کلاس ۔ لاہور
۵۸۹ میاں علم الدین صاحب ریاست جموں
۵۹۰ علم دین صاحب ولد منگو 〃 〃
۵۹۱ غلام نبی صاحب 〃 〃
۵۹۲ روشن دین صاحب 〃 〃
۵۹۳ حسن محمد صاحب ۔ ریاست جموں
۵۹۴ نبی بخش صاحب 〃 〃
۵۹۵ گلاب الدین صاحب 〃 〃
۵۹۶ نور حسین صاحب 〃 〃
۵۹۷ اسماعیل صاحب 〃 〃
۵۹۸ کرم بھری صاحبہ 〃 〃
۵۹۹ نور فاطمہ صاحبہ 〃 〃
۶۰۰ عالم بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۰۱ عائشہ بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۰۲ رشیم بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۰۳ احمد الدین صاحب گوجر ضلع گجرات
۶۰۴ زینب بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۶۰۵ مہتاب علی صاحب ضلع لائل پور
۶۰۶ عبد الرحمٰن بیگ صاحب ضلع منٹگمری
۶۰۷ منشی غلام محمد صاحب بھٹی ۔ ضلع گورداسپور
۶۰۸ محمد شفیع صاحب نوشہرہ چھاؤنی
۶۰۹ برکت بی بی صاحبہ قادیان
۶۱۰ سرداد بی بی صاحبہ زوجہ اسماعیل صاحب ضلع ہوشیار پور
۶۱۱ ولی محمد صاحب ضلع شیخوپورہ
۶۱۲ صاحبہ دختر سوہنا 〃 〃
۶۱۳ رحمت اللہ صاحب ریاست کپورتھلہ
۶۱۴ جیو زوجہ رحمت اللہ صاحب 〃 〃
۶۱۵ محمد یامین صاحب میرٹھی راولپنڈی
۶۱۶ میاں مولا بخش صاحب 〃
۶۱۷ ابراہیم صاحب ضلع گوجرات
۶۱۸ بشیر احمد صاحب ۔ ضلع گورداسپور
۶۱۹ اللہ رکھا صاحب 〃 سرگودھا
۶۲۰ رحمت علی ابن شہاب دین صاحب 〃 لائل پور
۶۲۱ محمد وزیر علی صاحب حیدر آباد دکن
۶۲۲ علی صاحب 〃
۶۲۳ نصر اللہ صاحب نیازی 〃
۶۲۴ قطب الدین صاحب ضلع لاہور
۶۲۵ بالا ولد دولان صاحب 〃 〃
۶۲۶ سردار خان صاحب جٹ ۔ گجرات
۶۲۷ یوسف علیخان صاحب ڈرافٹسمین کوہاٹ
۶۲۸ مسٹر غلام مصطفےٰ صاحب انبالہ چھاؤنی
۶۲۹ غلام حسین صاحب ضلع گجرات
۶۳۰ عبد السعید صاحب ڈھاکہ
۶۳۱ منشی صدر الدین صاحب ضلع گوجرانوالہ
۶۳۲ سلیمہ بیگم صاحبہ الہ آباد
۶۳۳ چوہدری عبد الکریم صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۳۴ عبد الرحیم صاحب ضلع ہوشیار پور
۶۳۵ مسماۃ مامون صاحبہ سٹروعہ
۶۳۶ خوشی محمد صاحب ضلع گجرات
۶۳۷ محمد الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۳۸ برکت بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۳۹ حسین بی بی صاحبہ سیالکوٹ
۶۴۰ سید محمد صاحب ضلع گجرات
۶۴۱ سید وزیر علی صاحب مونگھیر
۶۴۲ فتح محمد خان صاحب ضلع شیخوپورہ
۶۴۳ ظہور احمد صاحب سہارنپور
۶۴۴ محمد بخش صاحب ضلع شاہ پور
۶۴۵ عمر الدین صاحب 〃 گوجرانوالہ
۶۴۶ شیخ کریم بخش صاحب گجرات
۶۴۷ حافظ شاہ محمد صاحب ضلع گورداسپور
۶۴۸ صادق علی صاحب ریاست بہاولپور
۶۴۹ عبد الرشید صاحب سیالکوٹ
۶۵۰ بشیر احمد صاحب 〃
۶۵۱ سعید احمد صاحب 〃
۶۵۲ نذیر احمد صاحب 〃
۶۵۳ سید محمد سعید صاحب ضلع پشاور
۶۵۴ چوہدری سلطان احمد صاحب ضلع گجرات
۶۵۵ محمد یوسف صاحب ریاست پٹیالہ
۶۵۶ عزیز احمد صاحب ہوشیار پور
۶۵۷ عبد الرحیم صاحب ضلع گوجرانوالہ
۶۵۸ میاں محمد حسین صاحب 〃 〃
۶۵۹ حسین بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۶۰ حیات بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۶۱ مہر حاکم دین صاحب سیالکوٹ
۶۶۲ بھاگن صاحبہ 〃
۶۶۳ اسماعیل صاحب 〃
۶۶۴ نواب خان صاحب ضلع گجرات
۶۶۵ سید رسول شاہ صاحب 〃 〃
۶۶۶ عبد الحق صاحب ضلع ملتان
۶۶۷ جلال الدین صاحب 〃 شاہ پور
۶۶۸ اہلیہ محمد یار خان صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۶۶۹ صالحہ صاحبہ ضلع گورداسپور
۶۷۰ امام الدین صاحب منٹگمری
۶۷۱ اہلیہ امام الدین صاحب 〃 〃
۶۷۲ ظہور الحق صاحب 〃 〃
۶۷۳ منظور الحق صاحب 〃 〃

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقعہ کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ بڑی سڑک یعنی آئندہ نقشہ کے لحاظ سے بازار والے قطعات کی قیمت ۲۵ فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی ۲۵ اور ۲۰ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ سٹیشن اور منڈی کے بالکل سامنے ہے۔ اور موجودہ قطعات سٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقعہ ہیں۔ سڑک پر ایک کنال (پہلے دو کنال کی شرط تھی۔ اب ایک کنال کی شرط کر دی گئی ہے) سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت کریں:

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم و بیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔ اس کا نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں:

خاکسار:- میرزا بشیر احمد (ایم۔ اے) قادیان

روح زندگی

آج کل اشتہاری دوائی اس قدر مشتبہ نظروں سے دیکھی جاتی ہے کہ اگر کوئی واقعی اکسیر بھی ہو۔ تو اسے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں مگر پبلک تک آواز پہنچانیکا کوئی اور ذریعہ سوائے اشتہار کے ہے ہی نہیں۔ آپ سے صرف اسقدر گذارش ہے۔ کہ جہاں آپنے اور بہت سی ادویات کا استعمال کیا ہے۔ ایک مرتبہ یہ بھی سہی۔ امید ہے۔ کہ آپ فیصلہ کر سکینگے۔ کہ تمام ادویات اشتہاری بیکار ہی نہیں ہوتیں۔ اس لئے طاقت کو بڑھانے کیواسطے۔ دماغ کو تر و تازہ رکھنے کیلئے جسمانی کمزوری کو دور کرنے کیلئے۔ دل کو ہمیشہ خوش رکھنے کیلئے غرض بیحد فائدے ہیں۔ جن کو آپ اس تھوڑے مضمون اشتہار سے سمجھ گئے ہونگے۔ اس لئے روح زندگی ضرور استعمال کریں۔ نہایت زود اثر دوائی ہے:

کمزوری کی کیسی ہی شکایت ہو۔ انشاءاللہ ۱۲ خوراک میں بالکل رفع ہو جائیگی۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی شیشی معہ خرچ ڈاک وغیرہ ؏

مینیجر دواخانہ روحانی عملیاتی پلمز۔ رجسٹرڈ انارکلی لاہور

نوٹ:- اس کے علاوہ ہر مرض کا علاج کیا جاتا ہے جواب کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

خدا کی نعمت

نرینہ اولاد

سنہ ۱۹۱۱ء میں خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نورالدین صاحب نے میری شادی کرائی۔ بعد ازاں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے۔ کیونکہ سنہ ۱۹۰۷ء سے میں نے آپ کے پاس رہنا شروع کیا۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے رہے۔ ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا "میاں تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہونے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے"۔ میں نے خیال نہ کیا۔ پھر میرے گھر میری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپ کی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اس کے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ ان کے ہاں بھی اللہ تعالےٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہو گی۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے ؏

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی۔ قادیان

بہت جلد ضرورت ہے۔

مڈل و انٹرنس کے طلبا کی۔ جو ایک سو سے تین سو روپیہ تک کی ملازمت چاہیں۔ ہمارا چار ماہ کا کورس۔ شارٹ ہینڈ بک کیپنگ۔ کارسپانڈنس۔ ٹائپ رائٹنگ کا پاس کریں۔ اور ریلوے آفس اور تجارتی فرم میں ملازمت کے لائق بن جائیں۔ یہ کالج یورپین کے انتظام میں ہے اور سنٹرل جمیرس کامرس کا سنٹر ہے۔ زیادہ حالات کیلئے پراسپکٹس طلب کریں:

جنرل منیجر امپیریل آف کامرس ۱۷ میکلوڈ روڈ لاہور

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

سے عمدہ عمدہ بندوقیں، رائفلیں، ریوالور، پستول کارتوس نہایت سستی قیمتوں پر طلب فرمائیے۔ اسلحہ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمائیے:

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

پھر موقعہ نہیں ملیگا!

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے متصل ایک کنال زمین ہے۔ نہایت صحت افزا مقام۔ ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔ ضرورتمند خط و کتابت سے قیمت طے کر لیں:

چودھری الٰہ بخش وزیر ہند سٹیم پریس امرتسر

ہندوستان کی خبریں!

لاہور ۔ ۲۵ر نومبر ۔ مقدمہ سازش لاہور میں آج ہنسراج سرکاری گواہ کا بیان تھا ۔ اس لئے پولیس نے حکم دے دیا ۔ کہ کوئی نعرہ نہ لگائے ۔ لیکن جب گواہ آیا ۔ تو عدالت کے باہر لوگوں نے حسب دستور نعرے لگائے ۔ پولیس نے ۴۳ اشخاص کو گرفتار کر لیا ۔ اور انہیں لاریوں میں لے جاکر مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا ۔ جس نے تین آدمیوں کو چھوڑ دیا ۔ اور سرسری سماعت کے بعد باقی ۴۰ کو پچاس پچاس روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائگی جرمانہ ایک ایک ہفتہ قید کی سزا دی ۔

لاہور ۔ ۲۶ر نومبر ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے ۔ کہ حکومت عراق نے توجہ دلائی ہے ۔ کہ ہندوستانی زائرین کی تعداد کثیر پاسپورٹ کے بغیر حدود عراق میں داخل ہو جاتی ہے ۔ زائرین کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے ۔ کہ ہر زائر کے پاس انفرادی طور پر پاسپورٹ ہونا ضروری ہے ۔ البتہ کسی زائر کی اولاد اور بیوی ایک ہی پاسپورٹ میں مذکور ہو سکتے ہیں ۔ اس پر زائر کا فوٹو بھی ہونا چاہئے ۔ مگر پردہ دار عورتیں اس شرط سے مستثنےٰ ہیں ۔

لاہور ۔ ۲۶ر نومبر ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ رام گلی کی سرائے کے حادثہ بم کے سلسلہ میں جن دو بنگالیوں کو گرفتار کیا گیا تھا آج پولیس نے انہیں عدالت میں پیش کیا ۔ اور مزید تفتیش کے لئے چودہ روز کا ریمانڈ حاصل کر لیا ۔

لاہور ۔ ۲۴ر نومبر ۔ بنگالہ کی ایک اطلاع مظہر ہے ۔ کہ ۵ ڈاکو ضلع سنام سے پٹیالہ لائے جا رہے تھے ۔ کہ راستے میں ان ڈاکوؤں کے ساتھیوں نے پولیس کی گارد پر حملہ کر کے انہیں رہا کرا لیا ۔

نئی دہلی ۔ ۲۶ر نومبر ۔ اطلاع ملی ہے ۔ کہ ہز ہائینس مہاراجہ نیپال شدید طور پر بیمار ہیں ۔

پشاور ۔ ۲۵ر نومبر ۔ نادر خان شاہ کابل نے اپنے برادر اصغر سردار محمد عزیز کو ماسکو میں سفیر مقرر کیا ہے ۔

پشاور ۔ ۲۶ر نومبر ۔ مقامی مجلس خلافت نے شاردا ایکٹ کی مخالفت کرنے کے لئے ایک جلوس نکالنے کا اہتمام کیا ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مجلس سے کہا ۔ کہ وہ پولیس ایکٹ کی دفعہ ۳۰ کے رو سے لائسنس کے بغیر جلوس نہ نکالے ۔ لیکن اس حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دفتر خلافت سے ایک جلوس نکالا گیا ۔ جس کی وجہ سے تقریباً پینتیس کارکنان خلافت گرفتار کر لئے گئے ۔ بعد میں ایک اور جلوس نکالا گیا ۔ اور تقریباً بارہ گرفتاریاں عمل میں آئیں ۔ لیکن عدالت نے ان سب کو سرسری تنبیہ کے بعد چھوڑ دیا ۔

لاہور ۔ ۲۷ر نومبر ۔ ریاستوں کی تحقیقاتی کمیٹی عنقریب کشمیر کے معاملات پر شہادتیں لینے کے لئے لاہور میں اجلاس منعقد کرنے والی ہے ۔ جس کے سامنے بہت سے معززین کے علاوہ پنجاب کشمیر نیشنل بورڈ لاہور کے پندرہ ارکان رعایائے کشمیر کے مطالبات پیش کریں گے ۔

بنگلور ۔ ۲۶ر نومبر ۔ نیپال کی اطلاعات مظہر ہیں ۔ کہ کل ہز ہائینس مہاراجہ شمشیر جنگ وزیر اعظم نیپال کا انتقال ہو گیا ۔

کلکتہ ۔ ۲۷ر نومبر ۔ بھیم شمشیر جنگ بہادر رانا نیپال وزیر اعظم کے جانشین مقرر ہو گئے ہیں ۔

حیدر آباد ۔ ۲۵ر نومبر ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ مقامی میونسپلٹی نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے ۔ جس میں بمبئی گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا ہے ۔ کہ میونسپل ایکٹ کی اس صورت میں ترمیم کی جائے ۔ کہ صوبہ کی میونسپلٹیوں میں گئوکشی ممنوع قرار دیجائے ۔

لاہور ۔ ۲۷ر نومبر ۔ سردار انوپ سنگھ رسالدار نے اعلان کیا ہے ۔ کہ تمام پنشن یافتہ فوجی سپاہی ۵ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں پہنچ جاویں ۔ تاکہ پنشن وغیرہ مطالبات کے متعلق جدوجہد کی جائے ۔ اعلان میں لکھا ہے ۔ کہ سپاہی خاکی وردی میں ہوں اور پورا بسترہ اور پورا خرچ ساتھ لاویں ۔

بمبئی ۔ ۲۵ر نومبر ۔ چونکہ شاردا ایکٹ نے آئندہ ماہ اپریل میں قانونی جامہ پہن لینا ہے ۔ اس لئے قدامت پسند گجراتی باشندے جو کہ نئے قانون کے حق میں نہیں ہیں ۔ اپنے نابالغ بچوں کا بیاہ کرنے میں بڑی تیزی اور عجلت سے کام لے رہے ہیں ہفتہ مختتمہ میں شہر میں کئی ایسی شادیاں ہوئی ہیں ۔ سورت سے اطلاع آئی ہے ۔ کہ وہاں دو ہزار بچوں کی شادی ہو گئی ہے ۔ ان میں سے بعض دولہا اور دولہن محض شیر خوار بچے ہیں ۔

پشاور ۔ ۲۴ر نومبر ۔ اعلیٰحضرت نادر شاہ نے ایک فرمان کے ذریعہ محمد عمر خان مدیر سابق مکتب رشدیہ غزنی کو جو امان اللہ خان کے ساتھ کابل سے چلے آئے تھے ۔ اور بعد میں اہل و عیال سمیت راولپنڈی میں قیام پذیر ہو گئے تھے ۔ اب واپس افغانستان بلا لیا ہے ۔ چنانچہ آپ ہفتہ عشرہ تک یہاں سے روانہ ہو جائیں گے ۔ آپ کے سوتیلے بھائی محمد امین خان سابق وزیر دربار امان اللہ خان کو بھی واپس بلایا گیا ہے ۔ جو طہران میں پناہ گزین ہیں ۔

پشاور ۔ ۲۶ر نومبر ۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے ۔ افغانستان کا جدید چاندی کا روپیہ جس کا نام افغانی ہے ۔ ابھی جاری کیا گیا ہے ۔ اس کا سائز تقریباً ہندوستانی روپے جتنا ہے ۔ لیکن وزن اس سے کم ہے ۔ اس کی ایک جانب "الغازی محمد نادر خان شاہ افغانستان" لکھا ہے ۔ اور دوسری جانب امیر عبدالرحمٰن خان آنجہانی کے سکوں کی طرح محراب اور جھنڈوں کی تصویر ہے ۔

لاہور ۔ ۲۹ر نومبر ۔ آج لاجپت رائے نگر میں جہاں کانگریس کا اجلاس منعقد ہونے والا ہے ۔ دو آدمیوں نے جو بائیسکلوں پر سوار تھے ۔ لالہ لاجپت رائے کا مجسمہ توڑ ڈالا ۔ اور بھاگ گئے ۔

پشاور ۔ ۲۸ر نومبر ۔ کابل اور بیرونی دنیا کے درمیان سلسلہ آمد و رفت و رسل و رسائل کے ذرائع کی باقاعدہ بحالی کی تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے ۔ کہ اس ہفتہ کابل سے ہندوستان اور یورپ کیلئے رجسٹری شدہ خطوط پشاور میں موصول ہوئے ہیں ۔

ممالک غیر کی خبریں!

لندن ۔ ۲۴ر نومبر ۔ جو گھوڑ دوڑ کل ختم ہوئی ہے ۔ اس کے جیتنے والوں کی فہرست سر آغا خان کے نام سے شروع ہوتی ہے ۔ آپ کے بیس گھوڑوں نے ۲۵ دوڑوں میں ۳۹۰۸۶ پونڈ جیتے ۔

ٹانکن ۔ ۲۶ر نومبر ۔ منچوریہ میں روسیوں کے حملہ کی وجہ سے صورت حالات بہت نازک ہو گئی ہے ۔ سول اور فوجی حکام کے درمیان گفت و شنید ہو رہی ہے ۔ تاکہ سول جنگ کا خاتمہ کر کے ملک کی بکھری ہوئی طاقت کو ایک جگہ جمع کر کے روس کا مقابلہ کیا جائے ۔

ٹانکن ۔ ۲۷ر نومبر ۔ مرکزی حکومت نے جمعیت الاقوام اور میثاق کیلوگ پر دستخط کرنے والے افراد کے نام ایک اپیل بھیجی ہے ۔ کہ چین کے علاقہ پر روسی حملہ کے روکنے اور روس کو اس وجہ سے سزا دینے کے متعلق کہ اس نے عہد میثاق کی خلاف ورزی کی کارروائی کریں ۔

لندن ۔ ۲۶ر نومبر ۔ موسلا دھار بارش اور تیز و تند ہواؤں نے ملک کے اکثر حصوں میں تباہی پھیلا دی ہے ۔ کل ان کا زور کسی قدر کم ہوا تھا ۔ لیکن شام کے وقت پھر طوفان آ گیا ۔ اور ایک زبردست جھکڑ سے سمندروں کا پانی ساحلوں سے آگے دور دراز تک پھیل گیا ۔ کل بہت زور کی بارش ہوئی ۔ جس نے ملک کے بہت سے حصوں میں خطرناک صورت حالات پیدا کر دی ۔ خصوصاً جنوبی علاقے کے سینکڑوں گھر تباہ و برباد ہو گئے ۔

واشنگٹن ۔ ۲۶ر نومبر ۔ ہربن کا ایک برقی پیغام مظہر ہے ۔ کہ چینی حکام نے حکم دیا ہے ۔ کہ قصبہ ہیلار کو آگ لگا دی جائے ۔ تاکہ وہ بالشویک فوجوں کے قبضے میں آنے سے بچ جائے ۔

بیت المقدس ۔ ۱۸ر نومبر ۔ مسٹر بینٹ وچ وکیل انتداب کی ٹانگ میں ایک فیر سے زخم آیا ۔ اور اسے ہسپتال لے جایا گیا ۔ حملہ ایک پولیس مین نے کیا تھا ۔ جسے گرفتار کر لیا گیا ۔

لندن ۔ ۲۶ر نومبر ۔ کمانڈر کینورڈی ۱۲ر دسمبر کو ہندوستان کی طرف روانہ ہو جائیں گے ۔ تاکہ وہ اقتصادی اور پولیٹیکل حالات کا مطالعہ کر سکیں ۔

لندن ۔ آج ہاؤس آف کامنز میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا ۔ جو ہندوستانی کیڈٹ کرانویل کے پاس ہونگے ۔ ان کو رائل ایر فورس میں کمیشن نہیں دی جائیگی بلکہ ایک علیحدہ انڈین ایر فورس میں جگہ دی جائیگی ۔ اور نیز کہا ۔ کہ جہاں تک مجھے علم ہے ۔ ہندوستان کی ہوائی فوج میں اس وقت کوئی ہندوستانی نہیں ۔ قدرتی طور پر یہ خواہش ہے ۔ کہ ان کی خدمات حاصل کی جائیں ۔

قسطنطنیہ ۔ ۲۸ر نومبر ۔ طویل نامہ و پیام کے بعد آخرکار روس اور ترکی کے مابین چھ ماہ کیلئے ایک ابتدائی معاہدہ تجارت منظور ...

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا)